SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 1, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

[ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے جنت کا وعدہ اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو۔ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکالیا ہے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔]

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 1, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

[ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جان اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے جنت کا وعدہ اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے توراۃ انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو۔ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکالیا ہے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔]

FATEHA

جناب چیئرمین : جزاک اللہ۔ سید عبداللہ شاہ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, Sir, I would request the House that we may offer Fateha for the President of Algeria late Mr. Mohammad Boudiaf who was assassinated and also express our grief and convey our feelings to his bereaved family.

(فاتحہ پڑھی گئی)

جناب چیئرمین : حافظ صاحب آپ کا بھی یہی ہے۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! قومی اسمبلی کے بجٹ سیشن میں ہماری پارلیمینٹ کے ایک معزز رکن جسے سالک صاحب نے شراب کی حرمت کے بارے میں ایک بات کہی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ وزارت مذہبی امور ہمیں بتائے کہ بجٹ میں انہوں نے شراب کے متعلق جو ایکسائز ڈیوٹی لگائی ہے وہ حرام ہے اور تمام مذاہب میں شراب حرام ہے اور عیسائیوں کو جو پرمٹ ایشو ہوتے ہیں وہ بھی ان کے مذہب کے خلاف ہیں۔ انہوں نے ۳۰ جون کی ڈیٹ دی تھی لیکن ابھی وہ مجھے ملے ہیں انہیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین : یہ تو نہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے نہ.....

حافظ حسین احمد : یہ اس لیے پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

جناب چیئرمین : کیسے بنتا ہے ذرا سمجھا دیں۔

حافظ حسین احمد : وہ کہہ رہے ہیں اگر حلال ہے تو ہم بھی پرمٹ بنوائیں۔

جناب چیئرمین : اس سے پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا ناں۔ پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہوتا ہے کہ کسی رول کی ہم violation کر رہے ہیں.....

حافظ حسین احمد : پورے آئین کے violation ہوئی ہے۔ آئین میں لکھا ہوا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا.....

جناب چیئرمین : کون سا قانون آپ کی نظر میں قرآن و سنت کے خلاف بنایا گیا ہے۔

حافظ حسین احمد :پورا بجٹ جو وے وہ پیش ہوا ہے سالک صاحب نے یہی پوائنٹ raise کیا تھا جو بجٹ پیش ہوا تھا.....

جناب چیئرمین: بہر حال آپاس کو کسی مناسب طریقے سے لے آئیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

حافظ حسین احمد :وہی میں کہہ رہا ہوں مناسب طریقہ آپ بتادیں لیکن قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور اس نے جو ڈیٹ دی تھی وہ گزر چکی ہے وہ پرمٹ بنائے گا اس کا گناہ کس کے سر ہے۔ وزارت قانون کے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ اس کی وضاحت کر دیں کہ کس حیثیت میں انہوں نے بجٹ میں.....

جناب چیئرمین: اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔ سوال نمبر ا

سید اقبال حیدر: کیا وزیر پیداوار بیان فرمائیں گے کہ پچھلے تین مالی سالوں کے دوران پاکستان سٹیل کو مندرجہ ذیل کے باعث کتنی رقم خرچ کرنا پڑی یا خسارہ اٹھانا پڑا۔

(الف) بندرگاہ مقتدرہ کو ہرجانوں کی ادائیگی۔

(ب) چیئرمین، ڈائریکٹروں اور ملازمین کے میڈیکل الاؤنس کے بلوں کی ادائیگی۔

(ج) ملازمین اور کارکنوں کو اضافی اوقات کار کی ادائیگی۔

(د) مل ہذا کے ملکیتی اثاثوں میں سے کسی ایک کی چوری، سرقہ، ضیاع اور نقصان،

(ہ) عارضی اور ریٹینر شپ کی بنیادوں پر کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہوں فیسوں اور دیگر سہولتوں کی ادائیگی،

(و) حفاظتی آلات و سامان اور سیکورٹی کے عملہ کی مجموعی تنخواہوں اور دیگر سہولتوں اور الگ الگ اٹھنے والے اخراجات؟

انجینئر اسلام نبی : گزشتہ تین سالوں کے دوران پاک اسٹیل نے جو ادائیگیاں کیں / نقصانات برداشت کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(الف) ۲۵۳،۵۲،۹۰۲ء۴۶ روپے

(ب) کوئی نہیں۔

(ج) ۷۴۲ء۲۰ (ملین) روپے

(د) ۹،۰۹،۲۵۰ء۰۲ روپے

(ہ) ملازمین کو کی گئی ادائیگیاں:۔

(i) ایڈہاک بنیاد پر ۱۰۳ء۱۰ ملین روپے

(ii) ریٹینر شپ بنیاد پر ۳۴ء۳۰ ملین روپے

(الف) (i) تنخواہ اور بھتہ جات ۸۳ء۴۰ ملین روپے

(ii) اوور ٹائم کی ادائیگی ۲۲ء۲۰ ملین روپے

(iii) آگ بجھانے والے آلات کی خریداری ۷،۲۰،۰۰۰ روپے

مندرجہ بالا ادائیگیوں / نقصانات کی سالانہ تفصیلات منسلکہ پر لف ہیں۔

منسلکہ

گزشتہ تین سالوں کے دوران کی گئی ادائیگیوں / نقصانات کے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(الف) پورٹ حکام کو ادا کیا گیا ہرجانہ

۱۹۸۸_۸۹	۴۴،۷۹،۸۷۰ء۶۶	روپے
۱۹۸۹_۹۰	۱،۱۰،۵۳،۱۴۰ء۸۰	روپے
۱۹۹۰_۹۱	۹۸،۱۹،۹۸۱ء۰۰	روپے

(ب) چیئرمین، ڈائریکٹر اور ملازمین کے میڈیکل الاؤنس بلوں کی ادائیگی:۔

کارپوریشن کے تمام ملازمین پاک سٹیل کے رجسٹرڈ ڈاکٹروں کے ذریعے طبی سہولیات کے پوری طرح مستحق ہیں چنانچہ طبی بھتہ جات کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔

(ج) ملازمین اور کارکنوں کو ادا کیا گیا اوور ٹائم

۱۹۸۸_۸۹	۲۱۵ء۰۰	ملین روپے
۱۹۸۹_۹۰	۲۱۵ء۸۰	ملین روپے
۱۹۹۰_۹۱	۳۳۳ء۴۰	ملین روپے

(د) بل کے کسی اثاثے کا نقصان، سرقہ، چوری، ضیاع ہونے والے نقصانات:

۱۹۸۸_۸۹	۵۹ء۴۰۷، ۲،۵۷	روپے
۱۹۸۹_۹۰	۴۳ء۲۴۲، ۶،۵۲	روپے
۱۹۹۰_۹۱	_	_

(ہ) ایڈہاک اور ریٹینیر شپ کی بنیاد پر ملازمین کو کی گئی ادائیگی۔

	ریٹینیر شپ ملازمین		روزانہ اجرت کے کارکن	
۱۹۸۸_۸۹ء	۰۴ء۷۰	ملین روپے	۱۸ء۲۰	ملین روپے
۱۹۹۰_۹۰ء	۱۲ء۳۰	ملین روپے	۳۱ء۷۰	ملین روپے
۱۹۹۰_۹۱ء	۱۷ء۳۰	ملین روپے	۵۳ء۲۰	ملین روپے

(و) سیکورٹی سٹاف کو ادا کی گئی تنخواہیں اور بھتہ جات۔

	تنخواہ اور بھتہ جات		اوور ٹائم		میزان	
۱۹۸۸_۸۹	۲۶ء۷۰	ملین روپے	۶ء۴۰	ملین روپے	۳۳ء۱۰	ملین روپے
۱۹۸۹_۹۰	۲۷ء۱۰	ملین روپے	۷ء۵۰	ملین روپے	۳۴ء۶۰	ملین روپے
۱۹۹۰_۹۱	۲۹ء۶۰	ملین روپے	۸ء۳۰	ملین روپے	۳۷ء۹۰	ملین روپے

آگ بجھانے والے آلات کی خریداری پر ۷،۲۰،۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔

Mr. Chairman : Supplementary question?

Syed Iqbal Haider : I don't find the Minister.

Mr. Chairman : Ch. Asad-ur-Rehman is answering on behalf of the Minister for Production.

Syed Iqbal Haider : But Mr. Islam Nabi was not present that is why it was adjourned.

جناب چیئرمین: جب وہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں تو آپ سوال پوچھیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, may I ask one question. Where is Mr. Islam Nabi?

(Interruption)

Syed Iqbal Haider : Definitely, it is the concern of the House.

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ان کو سوال تو پوچھنے دیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! گورنمنٹ یہ ذرا clearify کرے کیونکہ کل انہوں نے کابینہ کی میٹنگ میں شرکت کی تھی۔

جناب چیئرمین: بہر حال یہ نہ تو "سوال" بنتا ہے اور نہ ہی اس کا اس سے کوئی تعلق ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کابینہ کی میٹنگ میں حصہ لیا ہے۔

Mr. Chairman : But that is not the issue raised in the House.

جناب اعجاز علی خان جتوئی: اگر استعفیٰ منظور ہو جاتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

جناب چیئرمین: وہ تو حکومت جب مناسب سمجھے گی تو انہیں منظور کر لے گی۔ لیکن اس سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: کل انہوں نے کابینہ کی میٹنگ میں حصہ لیا ہے اور یہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ بڑا اچھا کیا ہے۔ جی، ارشاد فرمائیے۔

سید اقبال حیدر : جی، آپ نے بالکل بجا فرمایا کہ اس سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام نبی نہ بھی ہوں تو کوئی بات نہیں اس کا جواب کوئی اور وزیر بھی دے سکتا ہے چونکہ یہ سوالات جو ہیں یہ وزارت پیداوار کے ایک اہم شعبے سے متعلق ہیں، جن کے بارے میں مکمل معلومات اسلام نبی صاحب کو ہی حاصل ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے معزز محترم وزیر صاحب.....

جناب چیئرمین: آپ سوال تو پوچھیں ناں!

سید اقبال حیدر: اگر وزارت پیداوار کے وزیر مقرر ہو چکے ہیں تو میرے لئے سوال کرنا آسان ہو گا۔

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب سوال تو پوچھیں ناں، کہ آپ کا سوال کیا ہے۔

سید اقبال حیدر: میرے سوال کا تو انہیں (وزیر صاحب) خود بھی علم نہیں ہو گا..... تاہم میرا سوال تو لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: انہیں آپ کے سوال کا کیا پتہ ہے جو کہ آپ کے ذہن میں ہے۔

Syed Iqbal Haider : Sir, allow me to read the question as well as the answer.

Mr. Chairman : No. No. We don't want to waste the time. You ask the supplementary question.

Syed Iqbal Haider : Sir, the supplementary questions are.....

جناب چیئرمین: ایک سوال پوچھیں، اس کا جواب لیں۔

Syed Iqbal Haider : There are five accounts of wastage of crores of rupees by the Steel Mills on account of demurrage, on account of payment of overtime, pilferage and theft and I wanted to know from the Production Minister as to why such huge waste

of collosal sums of money has taken place and what steps have they taken to reduce these losses in future?

Mr. Chairman : Minister of State for Parliamentary Affairs.

چوہدری اسد الرحمان: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ wastage کو کم کرنے کے لئے کیا کیا کوششیں کی جارہی ہیں..... تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہر معاملے کے لئے الگ الگ کوششیں ہو رہی ہیں جہاں تک demurrage کا تعلق ہے تو یہ پچھلے تین سالوں کا آپ نے پوچھا ہے، اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ یہ زیادہ تر مال روس سے آیا تھا، اس کے کچھ decuments defective تھے اس وجہ سے کچھ ان کو delivery لینے میں دیر ہو گئی اور کچھ law and order کی situation ان سالوں میں..... جن کے متعلق یہ سوال ہے..... (۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱) کی وجہ سے کچھ دیر ہوئی اور کچھ کسٹمز House Agents اور ٹرانسپورٹ والوں کی ہڑتال کی وجہ سے ہوئی۔ یہ وجوہات تھیں، اب ان وجوہات کو دور کرنے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں.....

سید اقبال حیدر : جی وہ کیا steps ہیں۔ وہ بتادیں۔

جناب چیئرمین: وہ یہ ہے کہ law and order کی situation improve کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سید اقبال حیدر: نہیں جی، ان اخراجات کو کم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے جارہے ہیں جیسے کہ اوور ٹائم ہے..... میڈیکل ہے..... demurrage, ہے۔ wastage and pilferage ہے۔

جناب چیئرمین: مطلب یہ ہے کہ ایک سوال پوچھیں ناں، پھر اس کا جواب آئے گا۔ چلیں جی، اوور ٹائم کا بتادیں کہ اس کے متعلق کیا کر رہے ہیں۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب والا! پرانی انتظامیہ جو ہے اس کو بدل دیا گیا ہے، نئے چیئرمین آئے ہیں وہ ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: لازمی بات ہے کہ اوور ٹائم کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔جی اگلا سوال۔

سید اقبال حیدر : جی، میں ٹائم بچانے کے لئے سوال نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ محترم وزیر صاحب کو کچھ معلوم تو ہے نہیں کہ وہاں کیا ہورہا ہے اس لئے میرا سوال کرنا بھی بے کار ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۲۔

@ ۲۔ *سید اقبال حیدر: کیا وزیر پیداوار بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پاکستان سٹیل میں پہلے سے ہی ایک ہزار سیکورٹی گارڈز کی موجودگی میں پولیس فاؤنڈیشن نامی نجی ادارے کے تین سو سے زائد سیکورٹی گارڈز کو فی کس تین ہزار روپے ماہانہ کی تنخواہ پر رکھنے کا جواز کیا ہے، اور

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ فی گارڈ کو ماہانہ تین ہزار روپے کی منظور شدہ رقم کے باوجود فی گارڈ ماہانہ ایک ہزار چھ سو پچاس روپے ادا کئے جارہے ہیں، اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہے؟

انجینئر اسلام نبی: (الف) پاک سٹیل میں فی الوقت ۷۷۸ سیکورٹی گارڈز ہیں نہ کہ ۱۰۰۰۔ وفاقی معائنہ ٹیم نے سیکورٹی کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے، ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو پاک سٹیل کا دورہ کیا۔ ایف آئی ٹی نے محسوس کیا کہ سیکورٹی کے انتظامات کو مضبوط بنانے کے لئے کم از کم مزید ۸۰۰ افراد کو ملازم رکھا جائے۔ بھرتی پر پابندی کی وجہ سے سیکورٹی گارڈز کی باقاعدہ تقرری ممکن نہ تھی۔ لہٰذا نیشنل پولیس فاؤنڈیشن جو کہ ایک نیم سرکاری تنظیم ہے، کے ذریعے ۱۳۰۰ افراد رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

(ب) پاک سٹیل، نیشنل پولیس فاؤنڈیشن کو ۳۰۰۰، روپے فی کس ماہانہ ادا کر رہی ہے۔

@ یہ سوال مورخہ ۲۴ جون، ۱۹۹۲ء سے ملتوی ہو کر آیا ہے۔

پاک سٹیل فاؤنڈیشن کے ملازمین بشمول پاک سٹیل میں تعینات عملہ کی تنخواہوں اور بھتہ جات جیسے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔

Mr. Chairman : Supplementary Question?

Syed Iqbal Haider : When the Government maintains a large number of security staff in addition to the existing security staff, what was the justification for engaging the security staff from a private institution, private sector, at such a collosal cost and that private sector styles itself as if it belongs to the government sector. This is the increasing tendency going on in the private sector, that they make their names look like as if it is a government agency, like Police Foundation, which is a private sector company, and which is providing security services to Steel Mill whereas it is on its own has hundreds of security guards, so what is the justification for incurring this heavy expenditure of 3,000 per head?

چوہدری اسد الرحمان : جناب چیئرمین! جہاں تک سٹیل مل کا تعلق ہے تو یہ ایک بہت ہی ہمارا قیمتی اثاثہ ہے، اس کے متعلق وزارت داخلہ کی ایک ٹیم نے inspection کی اور انہوں نے کہا کہ جو سیکورٹی arrangements ہیں وہ ناکافی ہیں۔ ۷۷۸ آدمی کہاں پر سیکورٹی میں involve تھے انہوں نے کہا کہ یہ کافی نہیں ہیں اس لئے سیکورٹی arrangements کو اور بہتر بنایا جائے۔ ان کی رپورٹ میں تھا کہ ۸۰۰ آدمی اور رکھنے چاہئیں لیکن چونکہ recruitment پر ban تھا اس لئے انہوں نے عارضی arrangement کے طور پر پولیس فاؤنڈیشن سے جو کہ عارضی ادارہ ہے، کہا کہ وہ ۳۰۰ آدمی مہیا کرے۔

سید اقبال حیدر : کیا وزیر داخلہ مجھے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پولیس فاؤنڈیشن، ایف آئی اے فاؤنڈیشن نامی ادارے جو کہ پرائیویٹ سیکٹر میں بنائے گئے ہیں It is personification, Sir. یہ اس طرح سے ہے کہ جیسے کوئی عام آدمی جا کر میجر سٹائل کر کے لوگوں کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے اسی طرح یہ پولیس فاؤنڈیشن کا نام استعمال کر کے وہاں پر دنیا کو.....

جناب چیئرمین: آپ اپنا سوال پوچھیں ناں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب، یہ اپنا سوال دھرا دیں۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ کہنا ہے نیشنل پولیس فاؤنڈیشن ادارہ جو ہے یہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہے.....

سید اقبال حیدر: جی، اور اس طرح سے عوام میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جیسے یہ کوئی حکومتی ادارہ ہے.....

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے۔

سید اقبال حیدر: کہ حکومت کیا steps لے رہی ہے کہ اس طرح کی deceeptive tendency کو discourage کیا جائے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب، بات یہ ہے کہ انہوں نے نام اپنا اس طرح کا رکھ لیا ہوا ہے میں اس کا پتہ کر کے بتاؤں گا کہ یہ نام انہوں نے کیوں رکھا۔

جناب چیئرمین: نام انہوں نے اس طرح کا رکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پولیس کا کوئی ادارہ ہے، ویسے پولیس فاؤنڈیشن، فوجی فاؤنڈیشن، ایسے ادارے تو ہیں۔ اقبال صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پولیس کا ادارہ نہیں ہے۔ چوہدری صاحب آپ اسے چیک کر لیں تاہم زیادہ serious question یہ اٹھتا ہے کہ اگر آپ کی ایمپلائمنٹ میں ban ہے تو کیا آپ نے ban کو اس طرح نرم کیا ہے کہ افراد کو پرائیویٹ اداروں سے لیا جائے اور ban کو circumvent کر دیا ہے۔ یعنی مقصد تو یہ تھا کہ پیسے نہیں خرچ کرنے اور نئے آدمی نہیں لانے ہیں، تو یہ دیکھیں کہ یہ کیسے ہوا کہ جب حکومت کا ban ہے اور اس ban کو circumvent کر کے کسی اور طریقے سے ۸۰۰ آدمی بھرتی کر لئے ہیں، یہ کیسے ہوا۔

جناب چیئرمین: جی، چوہدری صاحب،

چوہدری شجاعت حسین: جی، میں پتہ کر کے بتاؤں گا کہ یہ کس طریقے سے ہوا۔

جناب چیئرمین: یہ پتہ کریں کیونکہ اس طرح سے تو درست نہیں ہے۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ وزارت داخلہ کی ایک انکوائری ایجنسی ہے وہ ملک کے مختلف اہم اداروں کے Security arrangements کو چیک کرتی ہے اور اس کے متعلق اپنی رپورٹ دیتی ہے، ان کی رپورٹ کے متعلق عمل کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے۔ It is mandatery. انہوں نے چونکہ رپورٹ دی کہ پاکستان سٹیل کارپوریشن کی security arrangements کافی نہیں ہیں۔ ان میں اور بہت سے arrangements کرنے کی ضرورت ہے تو ان کی رپورٹ کی compliance میں یہ بھرتی کی گئی۔

جناب چیئرمین: تو گورنمنٹ نے اجازت دے دی ہے کہ بھرتی کر لیں۔

چوہدری اسد الرحمان: جی ہاں اجازت نہیں بلکہ یہ mandatory ہے کہ جو حکومتی اہم ادارے ہیں اور ملک کے ہیں اور ان کے متعلق وزارت داخلہ کی جو یہ ایجنسی ہے، جو اس سلسلے میں انکوائری کرتی ہے وہ اگر رپورٹ دے کہ یہ Security arrangements کافی نہیں ہیں تو یہ ملک کے مفاد میں ہے کہ ان arrangements کو uptodate کیا جائے۔

Syed Abdullah Shah : Sir, will the honourable Minister explain when the guard is actually getting only Rs. 1650/- but the Steel Mill pays Rs. 3,000/- per guard, is it not a case of clear cut corruption or favouritism?

If you kindly see the (b) part of the question and the answer given, we don't want interruption in their internal affairs but they have not denied, the guards can be hired for Rs. 1650.

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں، اگر آپ کسی ادارے سے contract کرتے ہیں تو وہ ادارہ اپنے ملازمین کے ساتھ کیا کرتا ہے، آپ سے اس کا کیا واسطہ You have entered into a contract to provide security and once you make this contract ان کے اور بھی administrative اخراجات ہوں گے، بلڈنگز لینا ہوں گی خرچے ہوں گے، ٹیلیفون ہوں گے۔

Syed Abdullah Shah : Sir, my question is that the Steel Mill is paying to its own guard only Rs. 1650/- and for this organization it is paying Rs. 3,000/- per guard, so, this is a case of corruption, mal-administration or favouritism.

جناب چیئرمین: جی چوہدری اسدالرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسدالرحمٰن : جی ان کا سوال کیا ہے مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: سوال ان کا یہ ہے کہ آپ نیشنل فاؤنڈیشن کو تین ہزار روپے کے فی گارڈ پیسے دے رہے ہیں لیکن نیشنل فاؤنڈیشن اپنے گارڈز کو-/۱۶۵۰ روپے تنخواہ دے رہی ہے.....

سید عبداللہ شاہ: یہ سٹیل مل دے رہی ہے اپنے گارڈز کو-/۱۶۵۰ روپے۔

چوہدری اسدالرحمٰن: یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ سٹیل مل دے رہی ہے۔

Syed Abdullah Shah : You deny it that it is not correct.

چوہدری اسدالرحمٰن : جی مجھے تو پتہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سوال یہی ہے..... سوال اقبال حیدر صاحب کا یہ ہے کہ whether it is also a fact that a sum of Rs. 1650/- per month per guard is being paid instead of sanctioned amount of Rs. 3000 per month per guard if so, its reasons? ان کا یہ کہنا ہے کہ گو آپ تین ہزار روپے دے رہے ہیں لیکن وہ اپنے گارڈ کو-/۱۶۵۰ روپے دے رہے ہیں۔ جی اقبال حیدر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں کہ کیا ہے؟

سید اقبال حیدر: ٹھیک ہے یہی ہے جی۔

چوہدری اسدالرحمٰن: تو جناب چیئرمین! آپ نے اس کا جواب دے دیا ہے جو بالکل صحیح ہے۔ تین ہزار روپیہ ہمارا کنٹریکٹ ہے پولیس فاؤنڈیشن کے ساتھ کہ جتنے گارڈز وہ ہمیں provide کریں گے تین ہزار فی گارڈ ہم ان کو payment کریں گے۔ وہ اپنے employees کو کیا دیتے ہیں. That is a separate thing.

جناب چیئرمین: جی طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! ایک تو یہ ہے کہ منسٹر تیار نہ ہو تو وہ پہلے سے کہہ دیا کریں کہ یہ سوال آئندہ rota day پر آجائے گا۔ وہ خود کہہ رہے ہیں کہ جی مجھے اس پتہ نہیں ہے۔ ایک تو اس کا پتہ ہونا چاہئیے یہ کوئی جواب نہیں ہے کہ پتہ نہیں ہے۔ دوسرا عبداللہ شاہ صاحب نے جو بات اٹھائی ہے وہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ سٹیل مل اپنے گارڈز کو سولہ سو پچاس روپے دیتی ہے اور یہ پولیس فاؤنڈیشن سے جو انہوں نے گارڈز لئے ہیں ان کو وہ تین ہزار روپے pay کرتی ہے۔ تو اس حساب سے یہ کلیئر کٹ دھاندلی ہے کہ ان کے اپنے گارڈ جو وہاں مستقل ڈیوٹی پہ ہیں اور جن کا وہاں carrier ہے ان کو تو -/۱۶۵۰ ملیں اور جو عارضی طور پہ آپ نے لئے ہیں ان کو تین ہزار روپیہ ملے یہ ہے ان کا سوال؟

جناب چیئرمین: نہیں اقبال حیدر صاحب وضاحت کریں۔

سید اقبال حیدر: سوال تو میں نے وہ کیا تھا جو آپ نے فرمایا۔

جناب چیئرمین: جی سوال ان کا یہ ہے۔ یہاں پہ یہ پتہ نہیں چل رہا کہ سٹیل مل اپنے ملازموں کو کیا تنخواہ دے رہی ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ فاؤنڈیشن کو تین ہزار مل رہا ہے اور اپنے ملازمین کو -/۱۶۵۰ دے رہے ہیں؟

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister of State that the salary that Steel Mill is paying to its won guard?

جناب چیئرمین: کیوں جی آپ کے پاس ہے کوئی کہ سٹیل مل اپنے گارڈز کو کیا تنخواہ دے رہی ہے؟

چوہدری اسد الرحمٰن: جی نہیں نہ سوال ہے اس کے متعلق۔

Syed Abdullah Shah : Sir, it is supplementary question.

جناب چیئرمین: جی ایک منٹ جی مجید ملک صاحب کچھ بتانا چاہتے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک: جناب چیئرمین! میرا domain تو نہیں ہے میں معافی کا خواستگار ہوں اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو -/۱۶۵۰ روپے تنخواہ ملتی ہے، ان کا میڈیکل فری ہے، ان کی ٹرانسپورٹ فری ہے، ان کی اکاموڈیشن فری ہے، ان کی سوشل سیکورٹی ہے، ان کا defance fund ہوتا ہے۔ اگر وہ آپ جمع کریں یہ منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ کرالیں اگر تو آپ دیکھیں گے کہ تین ہزار سے کہیں زیادہ ان کی تنخواہ بنتی ہے۔

چوہدری اسدالرحمٰن: جناب چیئرمین! یہ سوال جو اقبال حیدر صاحب نے پوچھا ہے بالکل ان guards کے متعلق ہے تین ہزار روپیہ ہم پولیس فاؤنڈیشن کو دیتے ہیں ان گارڈز کو جو ہمیں یہ provide کرتے ہیں کنٹریکٹ کی بنیاد پر۔ اس کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے اور اس میں انہوں نے خود کہا کہ فاؤنڈیشن ان کو -/۱۶۵۰ روپے دیتی ہے۔ تو میں اس میں ہمارے گارڈز کے متعلق تو کوئی سوال ہی نہیں پوچھا گیا کہ یہ کہیں کہ یہ تیار ہو کر نہیں آئے۔ اگر ہمارے گارڈ کے متعلق سوال ہے اگر پوچھیں تو وہ بتایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے پہلے بتایا کہ یہ پرائیویٹ ادارہ ہے اور یہاں پر انہوں نے کہا کہ یہ سیمی گورنمنٹ ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں یہ تو اقبال حیدر صاحب نے کہا ہے گورنمنٹ نے تو یہ کہا کہ سیمی گورنمنٹ ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ جی مجھے پتہ نہیں ہے۔ میں اس کی تصدیق کروں گا۔ پہلے انہوں نے کہا یہ پرائیویٹ ادارہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا یہ جو سٹیل مل میں لوگوں کو رکھا گیا ہے ان کا تعلق کس صوبے سے اور کس شہر سے ہے؟

جناب چیئرمین: جی ہے انفارمیشن آپ کے پاس؟

چوہدری اسدالرحمٰن: جی نہیں، فریش نوٹس۔

جناب چیئرمین: فریش نوٹس چاہیئے۔جی فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! آپ نے فرمایا تھا کہ وقفہ سوالات کا ایک محدود وقت ہوتا ہے لیکن یہ اس طرح تو ہم سب کے سوال رہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے اگلا سوال نمبر ۵ عبدالرحمٰن جمالی صاحب۔

#۸۰۔ ☆جناب عبدالرحمٰن جمالی: کیا وزیر برائے داخلہ از راہ کرم بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ۔

(الف) نور پور شاہاں، اسلام آباد میں بری امام کے دربار پر گزشتہ چار سالوں میں کتنے عطیات جمع ہوئے نیز، اس کی سالانہ تفصیل بتائی جائے، اور

(ب) مذکورہ بالا عطیات سے دربار کی تزئین و آرائش اور اس کی توسیع کرنے پر کتنا خرچ ہوا ہے؟

چوہدری شجاعت حسین: (الف) تفصیلات ضمیمہ 'الف' میں دی گئی ہیں۔

(ب) تفصیلات ضمیمہ 'ب' میں دی گئی ہیں۔

ضمیمہ الف

حضرت بری امامؒ کے دربار پر حاصل ہونے والے چندہ کی تفصیلات

۱۹۸۷_۸۸	۳,۲۱۳,۳۵۹ روپے
۱۹۸۸_۸۹	۳,۲۳۲,۸۱۸ روپے
۱۹۸۹_۹۰	۳,۳۸۲,۷۶۲ روپے
۱۹۹۰_۹۱	۳,۵۶۷,۳۳۸ روپے
۱۹۹۱_۹۲	۴,۰۸۵,۴۰ روپے

(۶/جون ۱۹۹۲ء تک)

#یہ سوال وزارت مذہبی امور سے منتقل ہو کر آیا ہے۔

ضمیمہ 'ب'

حضرت بری امامؒ کے دربار پر آرائش پر ہونے والے سالانہ اخراجات کی تفصیل

۱۹۸۷_۸۸

(i)	عرس پر ہونے والے اخراجات۔	۱۸۲,۳۹۲ روپے
(ii)	صفیں، شامیانے، ایک عدد الیکٹرک واٹر کولر اور سٹیل کی الماری خرید۔	۳۱,۵۵۴ روپے
(iii)	معمولی مرمت وغیرہ۔	۴۱,۹۸۵ روپے
(iv)	مختلف مذہبی تہوار اور بجلی کے بل۔	۱۳۳,۸۴۷ روپے
	کل خرچ:	۳۹۲,۷۷۸ روپے

۱۹۸۸_۸۹

(i)	عرس پر ہونے والے اخراجات۔	۳۰۰,۰۰۰ روپے
(ii)	مرمت وغیرہ۔	۱۲,۲۸۹ روپے
(iii)	بجلی کے بل مختلف مذہبی تہوار، ضروری استعمال کی چیزیں۔	۲۱۹,۷۲۸ روپے
	کل خرچ:	۵۳۲,۰۵۷ روپے

۱۹۸۹_۹۰

(i)	عرس پر ہونے والے اخراجات۔	۲۵۰,۰۰۰ روپے
(ii)	بجلی کے بل اور مذہبی تہوار وغیرہ۔	۱۳۰,۳۳۲ روپے
(iii)	صفیں، دریاں۔	۲۳,۵۴۰ روپے
	کل خرچ:	۵۰۳,۸۷۲ روپے

۱۹۹۰_۹۱

(i)	عرس پر ہونے والے اخراجات۔	۴۳۰,۰۰۰ روپے
(ii)	مرمت وغیرہ۔	۷۴۷,۴۵۵ روپے

(iii) واٹر کولرز، ایئر کولرز، پانی کی پائپ لائنیں۔	۴۵,۶۸۰	روپے
	۴۵,۶۸۰	روپے
(iv) بجلی کے بل اور مختلف مذہبی تہوار وغیرہ۔	۱۲۱,۵۲۵	روپے
کل خرچ:	۱,۳۴۴,۶۶۰	روپے

۱۹۹۱-۹۲

(۶ جون ۱۹۹۲ء تک)

(i) عرس پر ہونے والے اخراجات۔	۴۰۰,۰۰۰	روپے
(ii) بجلی کے بل، مذہبی تہوار اور ٹیلی فون بل۔	۷۳,۳۰۳	روپے
(iii) مزار سے ملحقہ شیعہ مسلک کی مسجد کی مرمت وغیرہ۔	۸۰,۷۰۰	روپے
کل خرچ:	۵۵۴,۰۰۳	روپے

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔ کوئی نہیں۔ اگلا سوال نمبر ۸۳۔ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

۸۳۔ ☆ڈاکٹر محمد ریحان: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے کہ آیا چھاؤنی کے علاقوں میں عام لوگوں کو عام بیت الخلاؤں کو مفت استعمال کرنے کی اجازت دینے سے متعلق کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

سید غوث علی شاہ: نہیں کچھ کنٹونمنٹ بورڈ عوامی طہارت خانوں کے استعمال پر معمولی نرخ وصول کر رہے ہیں۔ یہ وصول شدہ رقم انہی طہارت خانوں کی دیکھ بھال پر خرچ کر دی جاتی ہے۔ چونکہ معاملہ مقامی نوعیت کا ہے اس لئے اس میں حکومت کی جانب سے کسی مداخلت کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔ کوئی نہیں۔ اگلا سوال نمبر ۸۴۔

۸۴۔ ☆ڈاکٹر محمد ریحان: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے کہ ایسے کون سے عوامل

ہیں جن کی وجہ سے فوجی علاقوں اور چھاؤنیوں کو براہ راست جی ایچ کیو کی نگرانی میں دیا گیا؟

سید غوث علی شاہ: ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس کو جنرل ہیڈ کوارٹرز کے براہ راست زیر انتظام نہیں دیا گیا ہے۔ موجودہ محکمہ ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس حکومت پاکستان وزارت دفاع سے منسلکہ محکمہ ہے۔

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔ جی فصیح صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب! یہ ابھی پتہ چلا ہے کہ یہ براہ راست جی ایچ کیو کے ماتحت آ گئے ہیں یہ جواب غلط ہے کیونکہ کوئٹہ چھاؤنی کا جتنا کام ہے کنٹونمنٹ بورڈ کا لاگ ایریا، کمانڈر کر رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دور میں کبھی یہ نہیں ہوا کہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ملٹری لینڈز سے تعلق ہوتا ہے لیکن day to day absence اتنا ہے وہاں آپ کے لاگ ایریا کمانڈر اور سٹیشن کمانڈر کرتا ہے؟

سید غوث علی شاہ: جہاں تک جناب محکمہ کا سوال ہے وہ اب تک منسٹری آف ڈیفنس کے انڈر ہے اور اس کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔ لیکن اس معاملے میں کافی عرصے سے right from 1974 today مختلف قسم کی changes آتی رہی ہیں کبھی G.H.Q. کے انڈر رہا ہے کبھی جی ایچ کیو سے ڈیفنس منسٹری میں آیا ہے تو ابھی ایک قسم کی thinking develop ہوئی ہے لیکن اس وقت میں آپ کے سامنے حاضر ہوں تو یہ ٹرانسفر نہیں ہوا ہے۔ It is still with the Ministry of Defence.

جناب چیئرمین: کوئی change نہیں آئی ہے۔

سید غوث علی شاہ: اس وقت تک کوئی change نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: تجویز زیر غور ہے؟ جی اور کوئی سوال۔ نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر ۸۵ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

۸۵۔ ☆ڈاکٹر محمد ریحان : کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے۔

(الف) اے ایف وی رینجز، نوشہرہ، ضلع نوشہرہ کے لئے کتنا علاقہ حاصل کیا جائے گا، اور

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ اے ایف وی رینجرز کے زیر استعمال موجودہ علاقہ نوشہرہ چھاؤنی اور دیگر گنجان آباد دیہاتوں سے ملحقہ ہے اور اگر ایسا ہو تو آیا مذکورہ رینجز کو منتقل کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

سید غوث علی شاہ: (الف) ۱۸۶۸۰ ایکڑ اکنال اور ۱۸ مرلے۔

(ب) اے۔ایف۔وی رینجرز کے زیر تصرف اراضی نوشہرہ کینٹ کے حدود میں ہے۔ لیکن دوسرے زیادہ آبادی والے موضعات کی حدود میں نہیں ہے اس وقت ان رینجرز کو منتقل کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔ کوئی نہیں۔ اگلا سوال۔ اچھا! ضمنی سوال ہے، حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب! یہ جو ۱۸ ہزار ایکڑ لوگوں سے لے رہے ہیں کیا ان کو معاوضہ دیا گیا ہے اور کس صاحب سے؟

سید غوث علی شاہ: جناب اس کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ زمین ۱۹۵۵ء میں لیز پر لی گئی تھی اور یہ لیز ۱۹۸۵ء میں ختم ہونی چاہیئے تھی۔ اور اس کے بعد اس کی extension دی گئی درمیان میں lands owner محتسب کے پاس چلے گئے کہ اس لینڈ کی کوئی ریلیف ملے یا پیسہ ملے، تو محتسب نے فیصلہ یہ کیا کہ یہ جو لیز ہے It will continue till the land is acquired by the government ابھی اس لینڈ کے متعلق land acquisition proceeding شروع ہو گئی ہیں اور ہم نے دو کروڑ ۲۸ لاکھ کے قریب پیسے deposit کروا دیئے ہیں اور یہ معاملہ آخری سٹیج پر ہے۔ دو کروڑ ۲۸ لاکھ ۷۱ ہزار دو سو ۷۶ روپے اس کی تخمینہ لاگت ہے اور پیسے ہم نے deposit کروا رہے ہیں اور acquisition proceedings فائنل سٹیج پر ہیں اور یہ پیسے زمین مالکان کو دیئے جائیں گے۔

حافظ حسین احمد: ضمنی سوال جناب والا! یہ جو دو کروڑ روپے دے رہے ہیں یہ آج کے rates ہیں یا ۱۹۵۶ء کے؟

سید غوث علی شاہ: یہ سر ابھی محتسب کے حکم کے بعد کے ہیں اور acquisition proceedings میں جو award دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: date of acquisition یہ جو مارکیٹ ریٹ ہو گا وہی ہو گا ناں۔

سید غوث علی شاہ: جناب exact date تو اس وقت میرے پاس نہیں ہے کہ میں دے سکوں۔ مگر میں exact daate پتہ کر کے بتادوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر ۸۶ میر عبدالجبار صاحب۔

۸۶۔ *میر عبدالجبار : کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کے زیر نگرانی اخبارات کے عملے کو تنخواہوں اور پنشنوں کی ادائیگیاں باقاعدگی سے نہیں کی جارہی ہیں، اور

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ریٹائرڈ ملازمین یا ان کی بیواؤں کو بروقت پنشن نہیں دی جارہی ہے اور ان ملازمین کو مناسب طبی سہولتیں بھی دستیاب نہیں ہیں؟

میاں عبدالستار لالیکا : (الف) نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے عملے کی تنخواہوں اور پینشن کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے:۔

(i) پی پی ایل (پاکستان ٹائمز) لاہور / اسلام آباد

- پاکستان ٹائمز لاہور اور اسلام آباد کے عملے کی مئی ۱۹۹۲ء تک کی تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں۔
- پنیشن کی ادائیگی مارچ ۱۹۹۲ء تک کر دی گئی ہے۔،

(ii) مشرق (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔

مشرق کوئٹہ، پشاور اور لاہور

- مئی ۱۹۹۲ء تک کی تنخواہیں ادا کی جاچکی ہیں۔

مشرق کراچی۔

- مئی ۱۹۹۲ء تک کی تنخواہیں ادا کی جاچکی ہیں۔ تاہم فنڈز کی کمی کے سبب اپریل ۱۹۹۲ء کی آدھی تنخواہ واجب الادا ہے۔
- مشرق لمیٹڈ میں جولائی ۱۹۹۱ء سے پینشن کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(iii) این این پی ایل (مارننگ نیوز)

- اس اخبار کی اشاعت ۹۲۔۴۔۲۳ سے روک دی گئی ہے اور ملازمین کو یونین کے ساتھ معاہدے کے مطابق ٹرمینل بینیفٹ (Terminal-Benefits) ادا کر دیئے گئے ہیں۔
- این این پی ایل میں پینشن بھی اپریل ۱۹۹۲ء تک ادا کر دی گئی ہے۔
- مئی اور جون ۱۹۹۲ء کی پینشن جو ۱۰۲،۰۰۰ روپے بنتی ہے۔ ادائیگی کے لئے این این پی ایل کو بھیج دی گئی ہے۔

(ب) جہاں تک پینشن کا تعلق ہے صورت حال اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

جہاں تک طبی سہولتوں کا تعلق ہے وہ اخبارات کے عملہ کو ان کے قوانین کے مطابق حاصل ہیں۔ تاہم ان اخبارات کو درپیش مالی مشکلات کے سبب ان میڈیکل بلوں کی ادائیگی میں کچھ تاخیر ضرور ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: گو کہ یہاں جواب تو تفصیل سے دیا گیا ہے مگر میرا سوال وہیں کا وہیں رہ گیا کیونکہ میرے سوال کا پہلا جزو تھا کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کے زیر نگرانی اخبارات کے عملے کو تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی باقاعدگی سے نہیں کی جارہی۔ ان کے جواب کا پہلا جزو یہی ہے کہ ہاں نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے عملے کی تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی ہے۔ تو بات تو وہیں کی وہیں رہ گئی۔ کیا وزیر موصوف صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ ادائیگی میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman : Minister for Information.

میاں عبدالستار لالیکا: اس میں کچھ مالی مشکلات تھیں۔ پہلے ہم بینک سے borrow

کر رہے تھے پھر اس borrowing کے اوپر ہم سود کی بھی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ تو بینک سے کچھ ہمیں مشکلات ہو گئیں۔ پھر ہم نے گورنمنٹ کو approach کیا اور پرائم منسٹر صاب نے مہربانی کرتے ہوئے پرائیویٹائزیشن کمیشن سے ہمیں کچھ رقم ریلیز کروائی۔ تو آپ نے جیسا جواب میں دیکھا ہو گا کہ اب ہم نے مئی ۱۹۹۲ء تک ادائیگیاں تقریباً کر دی ہیں اور کئی جگہ پر جہاں کچھ، جیسے 'مشرق' کراچی کے اندر وہاں اپریل کی آدھی salary رہ گئی ہے لیکن مئی کی وہاں بھی ادا کر دی گئی ہے۔ اس میں بھی میں کوشش کر رہا ہوں۔

میر عبدالجبار: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ ریٹائرڈ ملازمین یا ان کی بیواؤں کو بروقت پنشن نہیں دی جا رہی۔ اس میں یہاں پر جواب میں ہی ہے کہ 'مشرق لمیٹڈ' مئی جولائی ۱۹۹۱ء سے پنشن کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ تو بات تو نہ بنی۔ اسی طرح طبی سہولتوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ان قوانین کے مطابق دی جا رہی ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ طبی قوانین کیا ہیں اور جولائی ۱۹۹۱ء سے 'مشرق لمیٹڈ' کے ملازمین کو پنشن ادا کیوں نہیں کی گئی۔

Mr. Chairman : Minister for Information.

میاں عبدالستار لالیکا: جہاں تک pensions کا سوال ہے تو عموماً اداروں کے اندر ایک فنڈ create کیا جاتا ہے for the payment of the pensions تو ان اداروں کے اندر وہ جو فنڈز ہے وہ بھی utilised کر لیا ہے اور فنڈ کی provision نہیں ہے۔ تو اس میں بھی ہمیں تھوڑی سی مالی مشکل ہے۔ لیکن انشاءاللہ وہ بھی ہم حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے پوچھا ہے میڈیکل بلز کا تو میڈیکل بلز میں نے اپنے جواب میں بھی کہا ہے کہ delay تھوڑی سی ہے۔ میڈیکل بلز میں مالی مشکلات کی وجہ سے لیکن وہ ادا کر دیئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب مالی مشکلات کی وجہ سے کوئی ایسا منصوبہ تو نہیں ہے کہ ان اخبارات کو پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کا کوئی پروگرام ہو۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا: ہم نے ایڈورٹائز کیا تھا ان کے اخبارات کے لئے۔ لیکن ان کے لئے کسی کی bid نہیں آئی تھی۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال میر عبدالجبار صاحب نمبر ۸۷۔

۸۷۔ ☆میر عبدالجبار: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے کہ پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل غیر سرکاری اراکین کے نام، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ڈومیسائل کے مقام کیا ہیں؟

سید غوث علی شاہ: مطلوبہ معلومات منسلکہ میں دی گئی ہیں۔

منسلکہ

پی آئی اے سی کے موجودہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل غیر سرکاری اراکین کی لسٹ

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت	تجربہ	ڈومیسائل کا مقام
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
		وفاقی حکومت کی جانب سے نامزد کردہ		
۱۔	جناب رازق داؤد	(i) ایم بی اے (ii) بی ایس سی (مائننگ انجینئرنگ)	کارپوریٹ ایڈمنسٹریشن میں ۲۲ سال	سندھ (شہری)
۲۔	سید یاور علی	(i) ماسٹر آف مینجمنٹ سائنس	بینکاری، تجارت اور انتظامیہ میں ۲۲ سال	پنجاب
۳۔	جناب ایس اے رحمٰن	بی اے	مارکیٹنگ میں ۲۵ سال	پنجاب
		حصص رکھنے والوں کی جانب سے منتخب شدہ		
۴۔	جناب ایم اسلم صدیقی	بی اے	بینکاری میں ۴۰ سالوں سے زائد	سندھ (شہری)
۵۔	جناب مقبول اے سومرو	بی اے، ایل ایل بی	بینکاری میں ۲۸ سال	سندھی (دیہی)

جناب چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: جناب اس کا جواب بھی منسٹر صاحب نے مفصل دیا ہے۔ لیکن میں یہاں یہ عرض کروں کہ پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بلوچستان کا کوئی بھی شخص شامل نہیں ہے۔ جب کہ علم ہے کہ ہمارے ہاں بلوچستان میں آٹھ ایئرپورٹس ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اتنے ایئرپورٹس کسی بھی صوبے میں نہیں ہوں گے جتنے ہمارے ہاں ہیں اور اس کے باوجود ہم سے یہ سوتیلی ماں کا سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر دفاع۔

سید غوث علی شاہ: جناب عالی پاکستان ایکٹ میں ایسی کوئی provision نہیں ہے کہ provinces سے ڈائریکٹر ہونا ضروری ہے۔ لیکن in all fairness میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ ایک ہی بار بلوچستان سے ڈائریکٹر رہے ہیں مرحوم الحاج جام غلام قادر خان اور اس کے بعد کوئی نہیں رہا ہے۔ تو ابھی میں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کو consider کریں گے۔ لیکن as far as the legal position is concerned it does not provides that there is a necessity of having directors from all provinces.

جناب چیئرمین: جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ پی آئی اے میں کل جی ایم کتنے ہیں اور بلوچستان سے کتنے ہیں۔

سید غوث علی شاہ: یہ فریش سوال ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ صحیح ہے کہ پی آئی اے ایکٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ پی آئی اے اور واپڈا یہ ۱۹۷۳ء کے آئین سے پہلے بنے ہوئے ہیں۔ اب فیڈریشن ہے اور اب یہ لازمی ہے کہ ہر صوبے کا آدمی وہاں موجود ہو۔ ورنہ یہ آئین سے تصادم ہے کیونکہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے بعد کسی بھی نیشنل ادارے میں، خواہ سی ڈی اے ہو خواہ واپڈا ہو خواہ پی آئی

اے ہواس میں ہر یونٹ کی نمائندگی ضروری ہے۔اس میں سندھ، فرنٹیئر، بلوچستان.....

جناب چیئرمین: سوال کیا ہے۔

سید فصیح اقبال: سوال یہ ہے کہ یہ جو ایکٹ کے بارے میں کہا۔ یہ ایکٹ ۱۹۷۳ء سے پہلے بنا ہے۔ تو اس وقت ۱۹۷۳ء کا آئین نہیں تھا۔ آئین کے بعد ہر یونٹ کی نمائندگی ضروری ہے۔اور یہ visible ہونا چاہئے اس لئے کہ جو احساس محرومی کا جو بار بار چرچا ہوتا ہے تو میں وزیر صاحب سے عرض کروں گا کہ کم از کم اپنے سامنے، جب بھی ایسا مسئلہ ہوا ہے صوبہ سندھ ہو، بلوچستان ہو، فرنٹیئر ہو، پنجاب ہو، اس کی نمائندگی اگر مناسب ہو تو اس قسم.....

جناب چیئرمین: یہ تقریر ہے، سوال کیا ہے۔

سید فصیح اقبال: سوال یہ ہے کہ ایکٹ آئین سے پہلے بنا تھا۔ آئین کے بعد ایکٹ میں تبدیلی کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: اچھا سوال ہے یہ۔ جو جناب عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister tell the House the names of the official members on the Board of Directors, here list is given of the non-official members?

جناب چیئرمین: یہ لکھا ہوا ہے ناں کہ کیا وزیر دفاع فرمائیں گے کہ پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل غیر سرکاری اراکین.....

سید غوث علی شاہ: تو میں نے کہا ہے کہ If he can tell us the names of the official members on the Board of Directors.

سید غوث علی شاہ: میرے خیال میں یہ بھی اگر سوال نیا کریں گے تو پتہ لگا لیں گے۔ کیونکہ اس وقت سوال non-offical members کے متعلق تھا۔

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister be pleased to tell us the date on which Mr. Maqbool Somroo has been taken upon the Board of Directors of PIA?

جناب چیئرمین: وہ تو الیکٹ ہوئے ہیں He has been elected.

Syed Abdullah Shah : What is the date of election?

جناب چیئرمین: وہ date آپ کے پاس ہے جی الیکشن کی۔

سید غوث علی شاہ: date اس وقت سامنے نہیں ہے۔ پتہ لگالیں گے۔ کیونکہ یہ تو by election آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی اگلا سوال نمبر ۸۸ میر عبدالجبار صاحب۔

(سوال نمبر ۸۸ میر عبدالجبار نے پوچھا اور طبع شدہ اس کا جواب دیا گیا)

۸۸۔ *میر عبدالجبار: کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے کہ نئے اسلحہ لائسنسوں کے اجراء پر عائد پابندی کو ختم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

چوہدری شجاعت حسین: غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنسوں کے اجراء پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ تاہم، ممنوعہ بور کے اسلحہ کے نئے لائسنسوں پر پابندی ہٹانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔

جناب چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: جناب والا! وزیر موصوف صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیر ممنوعہ کے لائسنسوں کے اجراء پر پابندی تو کوئی نہیں ہے۔ البتہ ممنوعہ بور کے اسلحہ کے لائسنسوں پر پابندی ہٹانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔ میں یہاں یہ سوال کروں گا کہ اس سے قبل بھی اور ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ Parliamentarins کو غیر ممنوعہ بور کے لائسنس جاری کئے جاتے رہے ہیں۔ کیا یہ پابندی اس وقت ان پر بھی عائد ہوگی۔

Mr. Chairman : Minister for Interior.

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! یہ درست ہے لیکن یہ فیصلہ ہمیشہ جو بھی گورنمنٹ آئی ہے اس نے فیصلہ کیا ہے۔ یہ کوئی privilege نہیں تھا اور جناب آپ کو یاد ہوگا کہ یہ معاملہ ویسے بھی Privilege Committee کے پاس ہے۔ کیونکہ پچھلی دفعہ یہاں آیا تھا تو آپ نے اسے admit کر لیا تھا۔ تو اس میں جو فیصلہ ہوگا حکومت کو ظاہر ہے کہ اس سے آگاہی کریں گے۔ اس سلسلے میں تھوڑے عرصے میں فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس دوران پارلیمینٹ کے اراکین اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو ممنوعہ بور کے اسلحے لائسنس جاری کئے گئے ہیں تو کس تعداد میں ہیں۔ان کے نام بھی بتائیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! سوال نیشنل اسمبلی میں آیا تھا اور وہاں بھی جواب دیا گیا تھا۔اس وقت کوئی ۲۹ ایسے لائسنسز تھے جو کہ وزیر اعظم کی منظوری کے بعد ایشو کئے گئے تھے Parliamentarians کو۔اس میں سینیٹر حضرات بھی شامل تھے اور نیشنل اسمبلی کے ممبران بھی۔

جناب چیئرمین: ان کے نام آپ کے پاس ہیں جی۔

حافظ حسین احمد: میں بتادوں۔ آپ نے ویسے تو مجھے بتادیئے تھے۔انہوں نے ویسے بتادیئے تھے۔ایوان کو بتائیں۔

میر عبدالجبار: جناب والا! پہلے حصے کی جواب کی نفی انہوں نے دوسرے حصہ میں خود کردی ہے۔انہوں نے پہلے ارشاد فرمایا کہ ہم غیر ممنوعہ بور نہیں دیتے۔اب فرمارہے ہیں کہ انہوں نے ۲۹ ہمیں دے دیئے ہیں۔ تو باقی ممبروں کا قصور کیا ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! میں نے پہلے ہی یہ گزارش کی تھی کہ پالیسی طریقے سے نہیں ہے کہ privilege بنتا ہے ہر پارلیمنٹیرین کا کہ اسے لائسنس دیا جائے۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ یہ ابھی pending ہے۔

جناب چیئرمین: یعنی ضرورت کے تحت دیئے گئے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: It is a case to case basis کے اوپر وزیر اعظم کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ Ministry of Interior کو recommendation کے اوپر کسی کو لائسنس جاری کرسکتے ہیں۔ تو جو درخواستیں ہمارے پاس آئی تھیں وہ ہم نے پرائم منسٹر کو فارورد کی تھیں اور جنہیں انہوں نے چاہا ان کو لائسنس ایشو کردیئے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جہاں تک ممبران کا تعلق ہے جن ممبران کے کیس وہاں گئے تھے وہ تمام واپس آگئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جس کو زیادہ خطرہ ہے اس کو اتنی بڑی چیز دے دی گئی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: جی ہاں۔

حافظ حسین احمد: جناب والا! کیا یہ حقیقت ہے کہ ان میں قاضی حسین احمد کو کئی کلاشنکوف اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کو بھی کئی کلاشنکوف دیئے گئے تھے جو درجنوں کے حساب سے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! یہ درست ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحب کو کلاشنکوف کے ۵ لائسنس دیئے گئے اور اسی طریقے سے قاضی حسین احمد صاحب کو بھی کلاشنکوف کے ۵ لائسنس دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اگلا سوال ۸۹ فصیح اقبال صاحب۔

۸۹۔ ☆سید فصیح اقبال: کیا وزیر انچارج برائے عملہ ڈویژن بیان فرمائیں گے کہ آیا نئی بھرتی کی پالیسی پر پوری طرح عملدر آمد کیا جارہا ہے؟

چوہدری امیر حسین: جی ہاں۔

سید فصیح اقبال: جناب والا! ہماری اطلاع کے مطابق ابھی تک صوبائی حکومت نے ہماری ریکروٹنگ پالیسی پر عملدر آمد نہیں کیا دوسری چیز یہ ہے کہ ابھی تک وفاقی محکموں میں کافی ابہام ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر پوری طرح عملدر آمد نہیں ہو رہا۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب چیئرمین! جہاں تک صوبائی حکومتوں کا تعلق ہے وہ تو provincial autonomy ہے ان کو direction ہی دی جاسکتی ہیں وہ follow کر رہے ہیں اور جہاں تک مرکزی محکموں کا تعلق ہے وہاں recruitment policy follow کی جارہی ہے اگر ان کو کوئی شکایت ہو تو وہ بتائیں۔

سید فصیح اقبال: جناب یہ جو recruitment policy بنی تھی اس میں فیصلہ ہوا تھا کہ جب تک صوبوں میں عملدر آمد نہیں ہوگا تو یہ وفاقی حکومت میں بھی نہیں ہوگا یہ اس کے ساتھ link up ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو صوبے کریں گے۔

سید فصیح اقبال: وفاقی حکومت کا فرض تھا کہ صوبوں میں عملدر آمد کرائے۔

جناب چیئرمین: کیسے کرائے کیا کرے۔

سید فصیح اقبال: اس میں ایک کمیٹی بنی تھی کہ چاروں وزرائے اعلیٰ آئیں گے۔ وزیراعظم صاحب کابینہ سے منظوری کے بعد ان کو بھی عملدر آمد کے لئے کہیں گے کیونکہ ایک ہی وفاق ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ایسی کمیٹی بنی تھی۔

چوہدری اسدالرحمان: جناب تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ جناب چیئرمین۔ اگلا سوال ۹۰۔

(سوال نمبر ۹۰ سید فصیح اقبال نے کیا جس کا جواب پڑھا گیا تصور کیا گیا)

۹۔*سید فصیح اقبال: کیا وزیر انچارج برائے عملہ ڈویژن بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۸۶ء سے اب تک فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں کام کرنے والے چیئرمین حضرات اور دیگر ممبران کے نام تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کے مقام کیا ہیں؟

چوہدری امیر حسین: ۱۹۸۶ء سے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین اور دیگر اراکین کے نام تعلیمی قابلیت اور جائے سکونت منسلکہ۔ الف میں دی گئی ہیں۔

فیڈرل پبلک سروس کمیشن

نمبر شمار	نام اور عہدہ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	دورانیہ	سے	تک
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۔	ایڈمرل (ریٹائرڈ) ایم شریف نشان امتیاز (ملٹری) ہلال جرأت، چیئرمین	نیول وار کالج یو ایس اے گریجویٹ،	پنجاب	۵ سال	۲۸۔۱۔۸۶	۲۷۔۱۔۱۹۹۱

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۲۔	ظہور اظہر، چیئرمین	ایم اے انگلش لینگویج اور لٹریچر	پنجاب	۳سال	۹۱۔۱۔۲۸	اب تک
۱۔	ڈاکٹر محمد اجمل	پی ایچ ڈی (سائیکالوجی)	پنجاب	۴سال	۸۲۔۴۔۲۶	۱۹۸۶۔۴۔۲۵
۲۔	جناب ایس ایم نیازی	بی اے (آنرز) پبلک	بلوچستان	۷سال	۸۲۔۱۲۔۱	۱۹۸۶۔۱۱۔۳۰
۳۔	جناب جی ڈی میمن	ایڈمنسٹریشن میں ڈپلومہ ایم اے ایل ایل بی	سندھ	۴سال	۸۳۔۱۰۔۲۴	۱۹۸۷۔۰۰۔۲۳
۴۔	پروفیسر ایم الیاس ابڑو	ایم اے (اکنامکس)	سندھ	۳سال	۸۴۔۱۲۔۱۲	۱۹۸۷۔۱۲۔۱۱
۵۔	جناب عطاء الرحمان خان	بی ایس سی (سول انجینئرنگ)	این ڈبیلو ایف پی	۴سال	۸۵۔۳۔۱۸	۸۹۔۳۔۱۷
۶۔	جناب ایم آئی کے سمبل	بی اے (آنرز) سی ایس ٹی۔ایم اے (ہسٹری) ایل ایل بی	پنجاب	۳سال	۸۶۔۹۔۸	۱۹۸۹۔۹۔۷
۷۔	جناب فقیر محمد بلوچ	۔	بلوچستان	۵ماہ	۸۶۔۱۲۔۱	۱۹۸۴۔۴۔۳۰
۸۔	ڈاکٹر مقبول احمد بھٹی	پی ایچ ڈی (اکنامک جیوگرافی)	پنجاب	۳سال	۸۷۔۱۱۔۲۶	۱۹۹۰۔۱۱۔۲۹
۹۔	جناب بشیر احمد کے صدیقی	بی اے (آنرز) ایل ایل بی	سندھ	۵سال	۸۷۔۱۱۔۲۹	اب تک
۱۰۔	جناب ایم مسعود زمان	ایم اے (اکنامکس)	پنجاب	۵سال	۸۷۔۱۲۔۱۶	اب تک
۱۱۔	جناب منظور احمد شیخ	ایم ایس سی (سول انجینئرنگ)	سندھ	۳سال	۸۸۔۵۔۴	۱۹۹۱۔۵۔۳
۱۲۔	لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) احمد شمیم خان	ایم ایس سی (ڈیفنس اینڈ سٹریٹجک اسٹڈیز)	پنجاب	۵سال	۸۸۔۸۔۲۲	اب تک
۱۳۔	جناب شیر محمد خان	بی ایس سی (الیکٹریکل انجینئرنگ)	این ڈبلیو۔ ایف پی	۳سال	۸۹۔۸۔۲۴	اب تک
۱۴۔	ڈاکٹر ایس ایم یعقوب	ایم بی بی ایس	پنجاب	۳سال	۸۹۔۹۔۷	اب تک

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۵۔	جناب ایم انور خان	ایم اے (انگلش لٹریچر)	بلوچستان	۳ سال	۹۰۔۷۔۱۹	اب تک
۱۶۔	جناب عبدالحمید خان	ایم ایس سی (سٹریجک سٹڈیز)	این ڈبلیو۔ ایف پی	۳ سال	۹۰۔۱۱۔۲۴	اب تک

سید فصیح اقبال: جناب والا! اس میں فیڈرل سروس کمیشن کے جتنے چیئرمین ہیں، میں نے خاص عرصے کے لیے پوچھا تھا اس میں ایک تو بلوچستان کی نمائندگی کم ہے کوئی چیئرمین آج تک بلوچستان سے نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: کس چیز کا چیئرمین جی۔

سید فصیح اقبال: فیڈرل سروس کمیشن کے بارے میں۔

جناب چیئرمین: یہ دیکھیں ایس ایم نیازی صاحب جو ہیں وہ بلوچستان کے ہیں سات سال رہے۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! یہ ممبر رہے ہیں اور جناب یہ ایک ایسی تقرری ہے جس میں کوئی بھی چھوٹے یونٹ کا ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: تو آپ کا کہنا یہ ہے کہ چیئرمین بلوچستان سے ہونا چاہیئے۔

سید فصیح اقبال: نہیں نہیں، ہونا چاہیئے نہیں، روٹیشن میں ہو دس سال کے بعد ہو ۴۵ سال ہو گئے ہیں کبھی نہیں ہوا اور ہمارے بلوچستان کے اس میں ممبر بھی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: فصیح صاحب کا سوال یہ ہے کہ آپ روٹیشن میں کیوں نہیں کرتے۔

سید فصیح اقبال: چاروں صوبوں سے روٹیشن میں کریں۔

چوہدری اسدالرحمان: جناب چیئرمین! جہاں تک قانون کا تعلق ہے تو Federal Public Service Commission Ordinance 1977 میں صدر صاحب کو اختیار ہے کہ وہ چیئرمین اور ممبروں کو مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو آپ صدر صاحب سے بات کرلیں کہ جی روٹیشن میں کیا کریں۔

سید فصیح اقبال: یہ ایوان کی پراپرٹی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس ایکٹ میں تبدیلی کرنے کے لیے آپ تیار ہیں۔ ہم ترمیم پیش کرتے ہیں۔

چوہدری اسدالرحمان: جناب چیئرمین! جہاں تک چیئرمین کا تعق ہے وہ تو ایک ہی ہے وہ تو اس وقت ایک ہی صوبے سے ہو سکتا ہے اور جہاں تک ممبرز کا تعلق ہے تو وہ چونکہ سات ہیں اور اب نئی ریکروٹمنٹ پالیسی میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ دو ممبر رکھے جائیں تو ان میں اس وقت بلوچستان کی نمائندگی موجود ہے۔

سید فصیح اقبال: جناب بلوچستان کا ایک آدمی ہے جبکہ ایک صوبے سے ۵، ۵ بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا فصیح صاحب ہو گیا یحییٰ بختیار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, the honourable has said that the President has the discretion, where, in which clause he has the discretion to appoint the Chairman?

جناب چیئرمین: انہوں نے لفظ discretion استعمال نہیں کیا انہوں نے کہا صدر صاحب کا اختیار ہے۔

چوہدری اسدالرحمان: میں نے کہا ہے کہ صدر appoint کرتے ہیں۔

Mr. Yahya Bakhtiar : For the appointment, the President gives his advice.

Chaudhry Asad-ur-Rehman : But as a President.

Syed Abdullah Shah : Supplementary question, Sir, there is one member Mr. Manzoor Ahmed Shaikh on Serial No. 11. Is it a fact that all the other members who were appointed in the Federal Public Service Commission alongwith this member were given extension for further period except this gentleman? If yes, why?

Chaudhry Asad-ur-Rehman : To grant extension is also the discretion of the government.

جناب چیئرمین: دیکھیں اب ۵ ہو گئے ہیں پھر آپ کہتے ہیں کہ سوال رہ گئے ہیں بس اب ہو گیا آپ کا سوال آ گیا کہ extension نہیں دی وہ کہتے ہیں کہ ہاں نہیں دی۔

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, the question is that this single member was from the Province of Sindh, so he has been made and exception on all others who were given extension, I want an explanation from the government on that account.

جناب چیئرمین: فرمائیں جی اس لیے نہیں دی ہے کہ سندھ سے ہے یا اور کوئی وجہ تھی۔

چوہدری اسد الرحمان: یہ تو جنہوں نے دی ہے ان کی discretion ہے۔

I don't know.

(Interruption)

Mr. Chairman : You can only say that you are not satisfied with the answer but the answer has come.

Syed Abdullah Shah : Is it the discretion of the government that they can give to anybody and not to others. You have to apply the rules in similar manner and when he was the most senior officer, he was recommended by the Chairman, FPSC also for extension but inspite of that he was not taken.

جناب چیئرمین: اگلا سوال ۹۱۔

۹۱۔ ☆سید فصیح اقبال: کیا وزیر انچارج برائے عملہ ڈویژن بیان فرمائیں گے:

(الف) سرکاری ملازمت میں خواتین کے لئے اگر کوئی کوٹہ مختص کیا گیا ہو، تو کتنا ہے، اگر ایسا ہو تو،

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کوٹے کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے اگر ایسا ہو، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

چوہدری امیر حسین: (الف) خواتین کے لئے وفاقی حکومت کے دفاتر میں براہ راست بھرتی کے لئے خالی آسامیوں کا پانچ فیصد صوبائی / علاقائی کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

(ب) کوٹے کو ملحوظ خاطر رکھا جارہا ہے۔

سید فصیح اقبال: خواتین کے سلسلے میں پچھلی حکومت نے ایک circular ۵ فیصد کوٹے کا دیا تھا لیکن اب تک یہ معلومات ملی ہیں کہ عورتوں کے حقوق کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا کسی جگہ بھی weightage نہیں دیا گیا بلکہ سول سروس میں ایک ڈی ایم جی بڑی سینئر خاتون ہیں ان کو ترقی نہیں دی گئی میں خواتین کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں میں نے وزیر اعظم صاحب کو بھی ڈی او لکھا تھا.....

جناب چیئرمین: سوال پوچھیں جی، آپ نے خط لکھا تھا اچھا کیا اس کا جواب بھی آ جائے گا۔

سید فصیح اقبال: جواب بھی نہیں آیا، خواتین کے کوٹے کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ کیوں کوٹے کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

سید فصیح اقبال: بالکل نہیں رکھا گیا اس کا جواب وزیر صاحب دیں۔

جناب چیئرمین: کوٹے کا لحاظ نہیں رکھا گیا بتائیں کیوں نہیں رکھا گیا۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب چیئرمین! جب ۱۹۸۹ء میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو ریجنل اور صوبائی کوٹے ہیں ان میں سے ۵ فیصد عورتوں کے لیے مخصوص کیا جائے گا اس کے بعد اسی حکومت کے دور میں تو کوئی بھرتی ہوئی نہیں البتہ پہلی حکومت نے ۱۴۳ خواتین کو اس پالیسی کے تحت بھرتی کیا۔

جناب چیئرمین: لیکن ابھی کوٹہ پورا نہیں ہوا۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب والا! نئی بھرتی تو اب شروع ہو رہی ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں نہیں ساتھ ساتھ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: تو نئی بھرتی میں آپ کوٹے کا خیال رکھیں گے۔

چوہدری اسد الرحمان: جناب والا! وہ پالیسی موجود ہے کہ ۵ فیصد کوٹہ خواتین کے لئے مخصوص ہے۔

جناب چیئرمین: کوٹے کا بھی اور کوئٹے کا بھی دونوں کا خیال رکھیں۔

چوہدری اسدالرحمان: دونوں کا خیال رکھا جائے گا۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب والا! فصیح صاحب کو کہیں کہ یہ خود بھی خواتین کے کوٹے کا خیال کریں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: فصیح صاحب نے بتایا ہے کہ unfortunately Women Division. Secretary Women Division ہے وہ بھی ابھی تک male ہے اور وہاں پر دو ladies کافی senior ہیں کیا میں وزیر صاحب سے پوچھ سکتی ہوں کہ ابھی تک ان کو promotion کیوں نہیں دی گئی اور women secretaries کو کیوں نہیں رکھا گیا۔

چوہدری اسدالرحمان: جناب چیئرمین! بدقسمتی سے جو وزیر مملکت ہیں وہ بھی مرد ہیں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: یہ جواب تو نہیں ہوا۔

چوہدری اسدالرحمان: جناب چیئرمین! یہ کوٹہ ریکروٹمنٹ میں ہے promotion یا appointment میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۹۲۔

جناب شہزاد گل: جناب والا! میری گزارش ہے کہ یہ سوال میں نے کیا تھا صحیح طور پر ایوان میں نہیں آیا میرا اصل سوال یہ تھا نوشہرہ چھاونی کے باہر چاندماری کے لیے یعنی ٹریننگ کے لیے جو زمین پٹے حاصل کی گئی ہے وہاں پر ٹینکوں کی ٹریننگ ہوتی ہے توپ خانے کی ٹریننگ ہوتی ہے اس زمین کے پٹے کی معیاد پہلے ختم ہو چکی ہے۔ آیا حکومت اس پٹے کی معیاد کی تجدید کر رہی ہے۔ اور اگر کر رہی ہے تو اس کی کیا قیمت ہو گی۔ کیونکہ اس وقت انگریزوں نے ایک سو سال پہلے پٹے پر زمین لی تھی اور وہ بہت معمولی قیمت پر لی تھی جبکہ آج زمینوں کی قیمت کافی بڑھ چکی ہے سوال سکولوں اور سنٹروں کے متعلق ہے۔

جناب چیئرمین: سوال آپ کا کیا ہوا کہ پٹے پر دی جا رہی ہے کہ نہیں۔

جناب شہزاد گل: وہ باہر والی جو زمین ہے جہاں پر توپ خانے والے اور ٹینک یعنی آرمڈ کور کی ٹریننگ کے لیے وہ زمین جو ہے اس زمین کے پٹے کی معیاد ختم ہو چکی ہے اور حکومت اس زمین کی آیا تجدید پٹے کی کر رہی ہے اور اگر کر رہی ہے تو اس کی کیا قیمت مقرر کی گئی ہے۔

سید غوث علی شاہ: سوال جیسے وہ فرما رہے ہیں کہ وہ صحیح انداز سے نہیں آیا لیکن مفہوم جو ہے اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کا سوال اسی زمین کے متعلق ہے جس میں ریحان صاحب کا سوال تھا جو زمین پٹے پر دی گئی ہے اس علاقے میں سوائے اس زمین کے اور کوئی زمین نہیں ہے تو اس زمین کے متعلق میں نے یہی عرض کیا کہ وہ بیس سال کے لیے لیز پر تھی اس کے بعد اس کو continue کرنا چاہا در میان میں land owner محتسب کے پاس چلے گئے اور وہاں پر محتسب صاحب نے اپنا فیصلہ یہ دیا کہ اس زمین کے متعلق ایسا سمجھا جائے گا کہ یہ لیز پر رہے گی till it is acquired. اور ہم نے acquisition کے لئے یہ معاملہ ہاتھ میں لے لیا ہے اور ۲ کروڑ ۲۸ لاکھ روپے اور کچھ پیسے ہم نے ڈیپازٹ کروا دیئے ہیں اس زمین کی acquisition کے بعد permamently آرمی کے پاس acquisition میں آجائے گی میرے خیال میں یہی اس کا مفہوم ہے۔ جو میں عرض کر چکا ہوں اگر اس سے زیادہ ہے تو کیا وہ بھی explanation چاہیں گے؟

جناب شہزاد گل: وزیر صاحب یہ بھی بتائیں کہ جب سے پٹے کی معیاد ختم ہو چکی ہے اور زمین ان کے قبضے میں ہے تو acquisition کی ڈیٹ تک اس پٹے کا جو ریٹ ہے وہ حکومت زیادہ کر رہی ہے یا نہیں کر رہی۔ ابھی تو acquire نہیں ہوئی اور ۲۰ سال کی معیاد ختم ہو چکی ہے۔ اس دوران جو مدت ہے اس کا کیا بنے گا۔

جناب چیئرمین: آپ پٹے کی قیمت بڑھا رہے ہیں یا نہیں۔

سید غوث علی شاہ: اگر اس کو between the lines پڑھا جائے تو مطلب یہی ہو گا ۵۵ سے ۷۵ تک جو رقم لیز کی ہے اور محتسب نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس زمین کو جب تک

acquire ہو جائے ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ یہ لیز پر ہے اس کا لامحالہ نتیجہ یہ نکلتا ہے تو ان کو جو price مل رہی ہے وہ بھی دی جائے گی اور acquisition میں جو price مقرر ہوئی ہے اس کے نتیجے میں ہم نے دو کروڑ ۲۸ لاکھ اور کچھ ہزار جمع کیے ہیں جو اس کو مل جائیں گے جب تک ان کو وہ compensation ملے گا میرے خیال میں ان کا جو لیز کا حق ہے وہ بھی رہے گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۹۳۔

سید فصیح اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید فصیح اقبال: میں آپ کو بتاؤں کہ پریس گیلری میں آج آپ کے سوالات کے جوابات نہیں پہنچے۔

جناب چیئرمین: آج پرنٹنگ میں کوئی پرابلم تھا اسی لیے میں اردو کے سوالات کو سامنے رکھ کر کام چلا رہا ہوں۔

سید فصیح اقبال: ان کو ایک آدھ بھجوا دیں۔

جناب چیئرمین: آپ ان کو بھجوا سکتے ہیں تو بھجوا دیں۔ کاپی پہنچا رہے ہیں۔ سوال ۹۳۔

۹۳۔ *جناب شہزاد گل: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے:

(الف) چھاؤنیوں کی حدود میں واقع وفاقی حکومت کے سکولوں میں داخلہ کا کیا معیار ہے، اور

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ نوشہرہ، رسالپور اور مردان چھاؤنیوں کی حدود میں رہنے والے عام شہریوں کو وفاقی حکومت کے پبلک سکولوں میں داخلے نہیں دیئے جاتے ہیں، اگر ایسا ہو تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سید غوث علی شاہ: (الف) فیڈرل گورنمنٹ کے سکولوں میں داخلہ اہلیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، ۳۵ فیصد نشستیں افواج کے حاضر ملازمین کے بچوں اور ۲۵ فیصد نشستیں چھاؤنی کے علاقوں میں بسنے والے سویلین حضرات کے بچوں کے لئے مختص ہیں۔

(ب) جی نہیں۔

جناب چیئرمین: Supplementary

جناب شہزاد گل: جواب تو آیا ہے کہ کوٹہ مقرر ہے ۲۵ اور ۳۵ فیصد لیکن کیا اس کوٹے پر عمل ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: Minister for Defence کیا کوٹے پر عمل ہو رہا ہے۔

جناب شہزاد گل: کوٹے پر عمل نہیں ہو رہا اسی لیے سوال دیا ہے۔

جناب چیئرمین: کونسا کوٹہ جی۔

جناب شہزاد گل: چھاؤنی کے سکولوں میں داخلے کا کوٹہ۔ وہ سویلین کو داخلے نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: تو آپ کہہ رہے ہیں کہ سویلین کو داخلے نہیں مل رہے اور وہاں پر کوئی کوٹہ مقرر کیا گیا۔

جناب شہزاد گل: انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ ۳۵ فیصد افواج کے بچوں کے لیے ہے اور ۶۵ فیصد چھاؤنی کے علاقے میں بسنے والوں کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین: سمجھ آگئی جی۔ منسٹر ڈیفنس۔

سید غوث علی شاہ: سوال صرف اتنا ہے۔

(a) The criteria for admission in the Federal Government schools situated in Cantonment limits ; and

(b) whether it is a fact that the civilians residing in Cantonment limits of Nowshera, Risalpur and mardan are not given admissions in Federal Government Public Schools, if so, its reasons?

جواب بالکل clear ہے۔

(a) Admissions in Federal Government schools situated in Cantonment limits are made on merit. 35% seats are reserved for the children of serving Armed Forces personnel and 65% seats for the wards of civilians residing in the Cantonment areas.

جناب چیئرمین: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ۲۵ فیصد جو آپ کہہ رہے ہیں یہ نہیں مل رہا۔

سید غوث علی شاہ: یہ سوال کا حصہ نہیں تھا I will enquire and see that it is maintained.

Mr. Chairman : Thank you.

سوال نمبر ۹۴، جناب شہزاد گل صاحب۔

۹۴۔☆جناب شہزاد گل: کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے کہ مردان میں نیشنل سینٹر قائم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے، اگر ایسا ہو تو کب تک؟

میاں عبدالستار لالیکا: جی نہیں۔

Mr. Chairman : Supplementary.

جناب شہزاد گل: کیا محترم وزیر صاحب فرمائیں گے کہ نیشنل سینٹر کے لیے کیا معیار ہے۔ اور مردان ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں کیوں نہیں بنایا جارہا؟

جناب چیئرمین: وہ اگلے بھی بند کر رہے ہیں۔ تو آپ کہتے ہیں کہ نئے.....

جناب عبدالستار لالیکا: جناب! اس کے لیے گزارش یہ ہے جیسے سینیٹر صاحب نے فرمایا ہے مردان ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مردان کا حق نہیں بنتا۔ لیکن ان کی افادیت کے لیے کچھ تھوڑی سی بحث ہے آیا انہیں چلنا چاہیئے یا بند ہونا چاہیئے۔ سینیٹ کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے پچھلی دفعہ اس کے اندر چیئرمین سینیٹ کمیٹی جناب فصیح اقبال صاحب نے اپنی ایک بڑی فاضل رائے دی ہے اور ان کا یہ خیال ہے کہ یہ نیشنل سینٹر بند نہیں ہونے چاہئیں بلکہ انہیں expand کرنا چاہیئے تو ہم نے انہیں اپنی مشکلات بتائیں تھیں فنڈز کے متعلق تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ سینیٹرز حضرات اپنے تعمیر وطن فنڈ سے ۵ لاکھ روپے contribute کریں گے (نیشنل سینٹر کے لیے) تو یہ ان کی ایک تجویز آئی تھی جو ہم وزیر اعظم صاحب کو بھیج رہے ہیں اور اگر اس کی منظوری ہوئی تو انشاءاللہ ہم مردان کے لیے ضروری سوچیں گے۔

جناب چیئرمین: جی Next question

میر سہراب خان کھوسو: جناب لالیکا صاحب کیا تجویز بھیج رہے ہیں ہمارا فنڈ جو تعمیر وطن کا ہے اس میں سے ۵ لاکھ روپے کٹوتی کر کے یہ کام کیا جائے۔

جناب چیئرمین: لالیکا صاحب کیا ایسی کوئی تجویز ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: یہ چیئرمین سینیٹ سٹینڈنگ کمیٹی جو ہیں انہوں نے ایک تجویز دی ہے۔

جناب چیئرمین: تجویز ہے آپ کی مرضی کے بغیر تو نہیں کاٹیں گے۔ وہ کیسے کاٹ سکتے ہیں ان کی تجویز ہے۔

میر سہراب خان کھوسو: یہ لالیکا صاحب اور فصیح صاحب کے پورے فنڈز جو ہیں وہاں پر خرچ کئے جائیں۔ یہ ممکن ہے ہمارے فنڈ سے کیوں کٹوتی کی جائے۔

سید فصیح اقبال: کمیٹی میں جو سینیٹران ممبران تھے ان کی پیشکش تھی۔

جناب چیئرمین: ان کے فنڈز میں سے کمیٹی کے فنڈز میں سے.....

سید فصیح اقبال: اس میں بھی حکومت کی منظوری ہوئی تو ہم دیں گے ہم نے پیشکش کی تھی آپ کے سینٹر کی جو building ہیں بعض بعض علاقوں میں جیسے ہم سڑکیں اور میڈیکل یونٹ بنا رہے ہیں تو یہ سنٹر بند نہیں ہونے چاہئیں کم از کم اس کی لائبریری اور کمرے کے لیے ہم پیسے دیں گے تو کمیٹی کے ممبروں نے پیشکش کی تھی۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کے ممبروں نے کی تھی آپ کے فنڈز سے متعلق نہیں ہے۔

نیکسٹ کوئسچن ۹۵ راجہ محمد افضل خان صاحب. on his behalf

۹۵۔ *راجہ محمد افضل: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے:

(الف) وزیر پیداوار، جناب اسلام نبی کی سربراہی میں بنائی گئی کمیٹی نے کتنے اشخاص/کمپنیوں کو لاہور ایئرپورٹ کے رن وے کی غیر معیاری تعمیر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اور

(ب) آیا مذکورہ رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

سید غوث علی شاہ: (الف) اسلام نبی کمیٹی کی طرف سے ذمہ دار ٹھہرائے گئے افراد / تنظیموں کی فہرست منسلکہ "الف" پر ہے۔

(ب) جی نہیں۔

کمیٹی نے حسب ذیل کے خلاف کارروائی کی سفارش کی تھی:

۱۔ ایس اجلال حیدر زیدی، سابق سیکرٹری دفاع / چیئرمین سی اے اے اور پی آئی اے۔

۲۔ ایئر مارشل (ریٹائرڈ) خورشید انور مرزا، سابق ڈی جی، سی اے اے۔

۳۔ ایئر وائس مارشل (ریٹائرڈ) محمود اختر، سابق ڈی جی، سی اے اے۔

۴۔ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غلام رسول، سابق ایم ڈی، اے ڈی اے۔

۵۔ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) سعید ایم خان، سابق پراجیکٹ ڈائریکٹر۔

۶۔ ایئر کموڈور (ریٹائرڈ) اے۔ رفیع سابق پراجیکٹ ڈائریکٹر۔

۷۔ چوہدری عبدالرشید، جے ایس۔II، شعبہ ہوابازی۔

۸۔ ایف اے سی سی اور ای این سی میں شناخت کئے گئے افسران حسب ذیل ہیں:۔

(الف) لاہور رن وے پراجیکٹ پر ملک محمد قاسم کی سربراہی میں فیڈرل انٹی کرپشن کمیٹی کی رپورٹ میں شناخت کئے گئے افسران۔

۱۔ ایئر وائس مارشل محمود اختر بخاری ڈی جی، سی اے اے۔

۲۔ گروپ کیپٹن سعید اے خان، پراجکٹ ڈائریکٹر۔

۳۔ جناب محمود اسلم، پراجیکٹ ڈائریکٹر۔

۴۔ جناب ضیاء الدین ملک، ڈائریکٹر فنانس۔

(ب) وزارت دفاع کی جانب سے قائم کی گئی ہے، ای این سی برانچ کے بریگیڈئر محمد تیمور کی طرف سے شناخت کیے گئے افسران۔

الف۔ سول ایوی ایشن اتھارٹی کے سربراہ

ب۔ سی اے اے کے تمام پراجیکٹ ڈائریکٹران متعلقہ

ج۔ سی اے اے، لاہور کے مقامی پراجیکٹ ڈائریکٹر

د۔ ڈائریکٹر ورکس، اے ڈی اے، لاہور

ھ۔ ریذیڈنٹ انجینئر، اے ڈی اے، لاہور

و۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (میکینیکل)، اے ڈی اے، جناب افضل حق افضل

ز۔ فنانس اتھارٹیز

ح۔ پرچیز کمیٹی، اے ڈی اے کے سربراہ

(ج) میسرز بیچٹل، سی اے اے، اے ڈی اے، وزارت دفاع

Mr. Chairman : Supplementary.

پروفیسر خورشید احمد: فلاں فلاں حضرات تھے ان کے خلاف ایکشن کیا لیا گیا ہے۔ یا نہیں۔

سید غوث علی شاہ: یہ جو High Power Committee کی سفارشات تھیں اس کے سلسلے میں ایک Disciplinory کمیٹی بنی ہے جس طرح بھی ڈائریکٹ کر رہی ہے ان کے خلاف ایکشن لیے جا رہے ہیں لیکن ابھی تک اس کمیٹی کی guidance اور direction پہنچی نہیں ہیں۔ ایک افسر کے سلسلے میں ایکشن ہوا ہے ایئر کموڈور رئیس عبدالرفیق اور وہ process ہو رہا ہے باقی جس طرح وہ کمیٹی guide line بھیجے گی اس طرح ایکشن لیا جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتا سکتے ہیں جن committees نے یہ identify کیا ہے کہ یہ حضرات ذمہ دار ہیں اس کی تاریخ اور Disciplinary کمیٹی کے پاس کتنے عرصے سے یہ case pending ہے۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں دوسری طرف کوئی چیز آتی ہے تو آپ اس کا بروقت ایکشن نہیں لیتے تو آپ date بتائیں ان کو کتنا وقت درکار ہے۔

سید غوث علی شاہ: یہ نئے سوال کی صورت میں آسکتا ہے۔

جناب چیئرمین: عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah : Will the honourable Minister state reasons why he is not prepared to give the report of this Committee in the Senate because the answer to part (b) is 'no'. Is it a secret document that we cannot be taken into confidence?

سید غوث علی شاہ: اگر دیکھا جائے تو اس کی final report نہیں آئی ہے اس وجہ سے ہاؤس کے سامنے کوئی proposal نہیں ہے۔

Syed Abdullah Shah : No, Sir. If there is a final report by this committee, will it be given to the members of the Senate?

جناب چیئرمین: اس وقت دیکھ لیں گے اس وقت غور کر لیں گے۔ کیوں منسٹر صاحب۔

سید غوث علی شاہ: جی اس وقت دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: Next question 96 راجہ محمد افضل صاحب۔

۹۶۔ *راجہ محمد افضل خان: کیا وزیر انچارج برائے عملہ ڈویژن بیان فرمائیں گے،

(الف) ان صیغہ افسران کی تعداد کیا ہے جن کی ملازمت کو تاحال باقاعدہ نہیں بنایا گیا، اور

(ب) پچھلے دو سالوں کے دوران سیکشن افیسران کے کیڈر میں کتنے افسران کو شامل کیا گیا ہے؟

چوہدری امیر حسین: (الف) ۱۳۰

(ب) ۵۱

جناب چیئرمین: Supplementary? No supplementary ۹۷ اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

(اخونزادہ بہرہ ور سعید نے سوال نمبر ۹۷ پوچھا اور اسکا جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔)

۹۷۔ *اخونزادہ بہرہ ور سعید: کیا ریلوے کے وزیر بیان فرمائیں گے کہ آیا ملاکنڈ

ڈویژن کو ریلوے کی سہولیات فراہم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

حاجی غلام احمد بلور: ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

Mr. Chairman : Supplementary.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب وزیر صاحب بتائیں گے ریلوے لائن کی extension کے لیے مالاکنڈ ڈویژن کو نظر انداز کیا جارہا ہے کہ backword ہے اور اس کو ترقی نہیں دی جارہی ہے۔

حاجی غلام احمد بلور: کہیں بھی نئی ریلوے لائن بچھانے کا پروگرام نہیں بنا تو یہ بات کہنا کہ فلاں علاقہ غیر ترقی یافتہ ہے اس لئے وہاں ریلوے لائن نہیں بچھائی جارہی ہے، یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جب سے پاکستان بنا ہے تو کیا اس وقت سے کہیں بھی ریلوے لائن کی extension نہیں ہوئی ہے؟

حاجی غلام احمد بلور: میں نے کہا ہے کہ ابھی ہمارے پاس ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Is it correct? کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے ریلوے لائن کی ایکسٹینشن نہیں ہوئی ہے۔

حاجی غلام احمد بلور: Extension ہوئی بھی نہیں اور ابھی تک بہت ساری برانچ لائنیں بند ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد علی خان ہوتی صاحب۔

جناب محمد علی خان: جناب والا! extension ہوئی ہے چار سدہ سے شب قدر۔

Mr. Chairman : How many miles long is that and when it was given?

Mr. Muhammad Ali Khan : After partition.

Mr. Chairman : After partition.

ایک معزز رکن: کوٹ ادو بھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوٹ ادو ہوئی ہے۔

حاجی غلام احمد بلور: پہلے ہوئی تھیں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ اس وقت ہم نے کوئی ایسا پروگرام نہیں بنایا ہے کہ کہیں extension کی جائے۔ اگر کہیں extension ہو رہی ہو اور پھر مالاکنڈ میں نہ ہو پھر کہا جا سکتا ہے کہ یہاں کیوں نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اگلا سوال ۹۸۔ اخوانزادہ بہرہ ور سعید صاحب!

۹۸۔ ☆اخوانزادہ بہرہ ور سعید: کیا وزیر برائے انسداد منشیات بیان فرمائیں گے،

(الف) آیا ضلع دیر میں بیرونی ممالک کی طرف سے پوست کے خاتمے کے لئے فراہم کئے گئے فنڈز پوست پیدا کرنے والے علاقوں کے لئے ہیں، اور

(ب) ضلع دیر کی پنج کراہ وادی میں مذکورہ منصوبوں کی تعداد کیا ہے؟

رانا چندر سنگھ (الف) عطیہ دینے والی ایجنسی نے دیر ڈسٹرکٹ پراجیکٹ کے لئے فنڈ مہیا کئے ہیں جو زیادہ تر ضلع میں افیون پیدا کرنے والے علاقوں کیلئے ہیں۔

اخوندزادہ بہرہ ور سعید: ضمنی سوال، جناب والا! میں یہ پوچھوں گا کہ فنڈز جو باہر کے ممالک سے آئے ہوئے ہیں poppy growing areas کے لئے ہیں ان میں کتنے فنڈز جو ہیں وہ non-poppy growing areas کے لئے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون۔

چوہدری عبدالغفور: جناب والا! اس میں ۵۵ فیصد جو ہے یہ poppy growing areast کے لیے ۴۰ فیصد for the rest of the area کیلئے ہے اور پانچ فیصد پراجیکٹ کے اخراجات کے لئے ہوتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! یہ تو انہوں نے کوٹہ بتادیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے.....

چوہدری عبدالغفور: یہ کوٹہ نہیں ہے بلکہ فنڈز کی allocation بتا رہا ہوں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک کتنا actually خرچ ہوا ہے poppy growing areas پر اور non-oppy growing areas پر، میری اطلاع یہ ہے کہ non-poppy growing areas پر poppy growing areas سے زیادہ خرچ ہوا ہے۔

چوہدری عبدالغفور: ۱۴ء۷ ملین ۔ یہ پانچ سالہ پراجیکٹ ہے starting from 87-92 ۱۴ء۷ ملین اس پر خرچ ہوا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ infrastructure بنانے کے لئے جو بے شمار سکیمیں ہیں irrigation channels اور lift irrigation flood bridges, construction of hospital wards, protection schemes construction of schools, construction of drinking water supply schemes live stock schemes, lives, land level etc. اس طرح میں اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں کہ ان کی طرف سے ہمیں جو سکیمیں موصول ہوئی ہیں اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب کی طرف سے، اس میں irrigation channel at Luqman Bhandah, مان بنڈو کھال اور irrigation channel باڑہ والا کھال، irrigation channel at Lasherwala, irrigation channel at Mattak. یہ under consideration ہیں ان پر کام ہو رہا ہے انشاء اللہ اس کے لئے بہت جلد فنڈز ریلیز کئے جا رہے ہیں، total میں نے بنا دیا ہے کہ ۱۴ء۷ ملین ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ میں نے جو سکیمیں دی ہیں ان کو ابھی گن گن کر پیش کیا ہے، میں اس ہاؤس کو inform کرنے کی کوشش کروں گا کہ میری ان سکیموں کو میرے سوالات ملنے کے بعد وہاں جا کر assess کیا گیا ہے بلکہ ایک ہفتہ ہوا ہے کہ وہاں گئے ہیں۔ اور یہ دیکھا ہے کہ آیا یہ feasible ہیں یا نہیں ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے بالکل نظر انداز کیا ہوا تھا حالانکہ میں نے یہ سوال کوئی چھ مہینے پہلے دیا تھا۔

چوہدری عبدالغفور : چلیئے جی، ان کے سوال کا کچھ اثر تو ہوا جی۔

جناب چیئرمین : بالکل جی، ہونا بھی چاہیئے۔ اگلا سوال ۹۹، اخونزادہ صاحب۔

۹۹۔ ☆اخونزادہ بہرہ ور سعید : کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے کہ دیر میں ٹی وی بوسٹر نصب کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

میاں عبدالستار لالیکا : جی نہیں، حکومت ویڈیو پلے بیک کی سہولت کی فراہمی پر غور کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر بوسٹر کے لئے ان کا سٹاف جاتا ہے تو دِیر جا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ feasible نہیں ہے، حالانکہ Dir does not mean the whole District. پھر یہ کہ اگر آپ بوسٹر لگانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور کوئی alternative arrangement کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے آپ کے ٹی وی سے دِیر کے عوام بھی مستفید ہو سکیں۔

Mian Abdul Sattar Laleka : Sir, I have already proposed the alternative arrangements in the answer.

جناب چیئرمین: وہ کیا ہیں جی،

Mian Abdul Sattar Laleka : We are considering for a radio video playback facility.

جناب چیئرمین : یہ اچھا ہے۔

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : Since when it will come into operation?

جناب چیئرمین : کب تک یہ ہو جائے گا جی۔

جناب عبدالستار لالیکا : جناب حتمی تاریخ تو نہیں دی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال جلد ہو جائے گا۔ اگلا سوال ۱۰۰ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

۱۰۰۔ ☆پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے کہ آیا قومی شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا اضافہ کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

چوہدری شجاعت حسین : جی ہاں۔ معاملہ زیر غور ہے اور جلد ہی اس بارے میں فیصلہ کر لیا جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : صرف اتنا ہی پوچھنا ہے کہ اب جب کہ نئے کارڈ بن رہے ہیں اور یہ کام شروع ہو گیا ہے تو اس موقع پر فیصلہ تو ہو جانا چاہیئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ابھی یہ مسئلہ زیر غور ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! یہ درست ہے کہ اس کے متعلق بہت سے فرقوں کی طرف سے demand آ رہی تھی کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے تمام صوبائی حکومتوں سے رائے لینا تھی کیونکہ یہ تمام ملک کے لئے ہو گا اس لئے لازم تھا کہ تمام صوبوں سے اس کے متعلق رائے لی جائے اس کے لئے ہم نے تمام صوبوں کو لکھا ہوا ہے اور ان کی رائے ہمارے پاس موصول ہو رہی ہیں پھر وزارت مذہبی امور سے بھی رائے لی گئی ہے۔ یہ تمام معلومات اکٹھی ہونے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Mr. Chairman, as the information the Minister for Interior has given, I filled a form for I.D. Card only yesterday and it does provide a column for religion and I have declared my religion over there.

پروفیسر خورشید احمد : سوال دراصل یہی تھا کہ فارم میں تو ہے لیکن شناختی کارڈ میں نہیں ہے

جناب چیئرمین : کارڈ میں یہ خانہ ہونا چاہیئے یا نہیں۔ یہ ہے سوال۔

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Then why they are asking it in the form if it is not going to be filled in the I.D. Card.....

جناب چیئرمین : وہ تو آپ کی detail کمپیوٹر میں چلی جائے گی۔ لیکن جو کارڈ آپ کے پاس ہو گا اس میں نہیں ہو گی۔

پروفیسر خورشید احمد : پاسپورٹ میں بھی یہ درج ہوتا ہے ' فارم میں بھی یہ درج ہے لیکن شناختی کارڈ میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال۔

۱۰۱۔ ☆پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے:

(الف) پی آئی اے میں ایسے کتنے ملازمین کو بحال کیا گیا ہے جن کو ایم ایل آر۔ ۵۲ کے تحت ۱۹۸۱ء میں سبکدوش کر دیا گیا' اور

(ب) این آئی آر سی / سروس ریویو بورڈ نے کل کتنے معاملات کی بحالی کے لئے سفارش کی تھی نیز بحال کئے گئے / نہ بحال کئے گئے ملازمین کے نام اور وجوہات کیا ہیں ' اگر کوئی ہوں؟

سید غوث علی شاہ : (الف) پی آئی اے کا کوئی ملازم جس کی ملازمت مارشل لاء ضابطہ ۵۲ کے تحت ختم کی گئی تھی بحال نہیں کیا گیا۔ تاہم ایسے ۴۲۷ سابقہ ملازمین کو دوبارہ ایئر لائن میں ملازمت دی گئی ہے۔

(ب) ریویو بورڈ نے مارشل لاء ضابطہ ۵۲ کے متاثرین میں سے کسی کی بحالی ملازمت کی سفارش نہیں کی۔ تاہم ریویو بورڈ کے سفارش کردہ کیس ' جن کو وزارت دفاع (شہری ہوابازی ڈویژن) نے تائید کی مندرجہ ذیل ہیں۔

- ضابطہ ۵۲ کے متاثرین ' جن کی دوبارہ ملازمت / امداد کی سفارش ریویو بورڈ نے کی	۹۱۸
- جن کیسوں کی وزارت دفاع نے دوبارہ ملازمت کے لئے تائید کر کے پی آئی اے کو بھجوایا۔	۹۰۴
- کیسوں کی تعداد جن کی وزارتِ دفاع (شہری ہوابازی ڈویژن) نے تائید نہیں کی۔	۰۳
- جو وزارت دفاع کے پاس دوبارہ ملازمت یا دوسرے طرح فیصلے کے لئے حل طلب ہیں۔	۱۱
کل تعداد :	۹۱۸

- سابقہ ملازمین کی تعداد جنہیں پی آئی اے نے دوبارہ ملازمت دی۔ ۷۴۲
- سابقہ ملازمین کی تعداد جنہیں ملازمت کی پیشکش کی گئی مگر وہ ملازمت کے لئے حاضر نہیں ہوئے۔ ۱۸
- سابقہ ملازمین کی تعداد جنہوں نے امداد کے لئے پیشکش قبول کی اور ان کو امداد دے دی گئی۔ ۱۳۶
- ملازمین کی تعداد جنہیں امداد کی اجازت دی گئی مگر ان کے کاغذات موصول نہیں ہوئے۔ ۸

مکمل تعداد : ۹۰۴

جن سابقہ ملازمین کو دوبارہ ملازمت دی گئی ' ان کے ناموں کی فہرست انگریزی جواب کے منسلکہ I پر ہے۔

جن تین ملازمین کی دوبارہ ملازمت کے لئے وزارتِ دفاع نے تائید نہیں کی 'ان کی فہرست II پر ہے۔

(منسلکہ جات سینٹ کی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں)

پروفیسر خورشید احمد : دراصل اس کا جواب مجھے مل چکا ہے اور یہ بہت تفصیلی جواب ہے لیکن لسٹ دیکھے بغیر میں کوئی سوال نہیں کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ۱۰۲۔

۱۰۲۔ *میاں عالم علی لالیکا : کیا وزیر برائے دفاعی پیداوار بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ پی۔ او۔ ایف ہسپتال ' واہ کینٹ میں ایک ریٹائرڈ شخص کو بحیثیت ڈینٹل سرجن (سویلین) بی پی ایس۔ ۱۹ میں عملہ ڈویژن کی منظوری کے بغیر دوبارہ ملازمت دے دی گئی ہے 'اگر ایسا ہو تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز مذکورہ تقرری کی منظوری دینے والے مجاز حکام کون ہیں؟

میر ہزار خان بجارانی: جی ہاں۔ پی او ایف میں کنٹریکٹ پر تقرری آرڈیننس نمبر ۱۷

مجریہ ۱۹۶۱ء کے سیکشن ۷(ب) کے اختیارات کے تحت دی گئی جو کہ کنٹریکٹ پر افراد کو ملازم کرنے کے پی او ایف کے اختیاراتی بورڈ کے تحت ہے۔

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں' اگلا سوال' ۱۰۳ سوال نمبر ۱۰۳۔

۱۰۳۔ *حافظ حسین احمد: کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ اسلام آباد میں نئے بھرتی کئے گئے سپاہیوں کی تنخواہ میں سے ماہنامہ پانچ سو روپے کٹوتی کی جا رہی ہے اگر ایسا ہو تو' اس کی وجوہات کیا ہیں؟

چوہدری شجاعت حسین : جی ہاں۔ وجوہات کی نشاندہی منسلکہ 'الف' پر کی گئی ہے۔ تاہم' اسلام آباد پولیس کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ مزید کوئی کٹوتی نہ کی جائے۔

منسلکہ 'الف'

مندرجہ ذیل نکات کے مد نظر' تربیت کے آغاز میں' اسلام آباد پولیس میں نئے بھرتی شدہ کانسٹیبلان کی تنخواہ سے صرف ایک مرتبہ -/500 روپے منہا کئے گئے ہیں۔

(الف) ریکروٹ ٹریننگ سنٹر' کیپٹل ٹیرٹری پولیس اسلام آباد کا ایک منظور شدہ ادارہ نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلے میں کسی قسم کے فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔ فروری ۱۹۹۲ء کے دوران حکومت پاکستان کی بھرتی کی پالیسی کے تحت اسلام آباد پولیس اور اسلام آباد ریزرو پولیس کے ۵۵۵' ۱ افراد بھرتی کئے گئے ہیں۔ جس وقت ان ریکروٹس نے ٹریننگ کے لئے رپورٹ کی' کیپٹل ٹیرٹری پولیس کے پاس بنیادی ضروریات مثلاً' رہائشی بیرکس' سکول کی عمارت بیت الخلاء غسل خانے' میس' باورچی خانہ' کینٹین' رجمنٹل سٹور' پینے کے پانی کا ذخیرہ بجلی وغیرہ' پوری کرنے کے لئے یقینی طور پر کسی قسم کے فنڈز موجود نہ تھے۔ ریکروٹس کو کیپٹل ٹیرٹری پولیس کے پاس دستیاب محدود خیموں میں ٹھہرانا پڑا اور رفع حاجت کے لئے انہیں مجبوراً ویرانے میں جانا پڑتا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا چند ضروریات عارضی طور پر اسی فنڈ سے پوری کی جا رہی ہیں تاکہ تربیت کامیابی کے ساتھ مکمل ہو سکے۔

(ج) تاہم ' اسلام آباد پولیس کو مزید کسی قسم کی کٹوتیاں کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ سوال وزیر داخلہ صاحب سے کہ اسلام آباد میں نئے بھرتی کئے گئے سپاہیوں کی تنخواہ سے ماہانہ ۵۰۰ روپے کاٹے جا رہے ہیں ' اس کی وجوہات کیا ہیں۔

میر عبدالجبار : جناب والا! بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پولیس کا اتنا اہم ادارہ ' جس کا تعلق عوام کے ساتھ ہوتا ہے اور انہوں نے امن وامان بحال کرنا ہوتا ہے ' اس کے ساتھ اس قسم کا سلوک کہ ان کی تنخواہوں سے پیسے کاٹے جا رہے ہیں تاکہ ان کے لئے لیٹرین اور بیرکیں بنائی جائیں ' یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہمارا اتنا بڑا ملک ہے اور یہ سب سے اہم محکمہ ہے ' ان کو سہولتیں فراہم کرنے کے لئے کیا ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں کہ ان کی تنخواہوں سے پیسے کاٹ کر ان کو یہ سہولتیں فراہم کی جائیں۔

جناب چیئرمین : وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب کوئی غلط کام ہو رہا ہو تو اسے تسلیم کرنا بھی بڑی بات ہے۔ اور ' وقفہ سوالات ہے اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ مسائل حل ہوں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وزرا جو ہیں وہ ہر چیز کو کسی نہ کسی طرح سے defend کرنے کی کوشش کریں۔ جناب والا! جب معزز ممبران کی طرف سے ایسے مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس سے بہتری بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب یہ نشاندہی کی گئی تو میں نے اس کا اسی وقت نوٹس لیا اور معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ واقعی لیا جا رہا تھا مختلف مدوں کے لئے جیسے کہ یہاں بتایا گیا ہے کہ ان کو مختلف سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ تاہم حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ان سے جو یہ پیسے کاٹے جا رہے ہیں ان کو بند کرنا چاہیئے اور اس کے بعد یہ کٹوتی جو ہے بند کر دی گئی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : کیا حکومت نے اب تک جو پیسے کاٹے ہیں وہ واپس کرنے کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ یہ بہت ضروری بات ہے اور یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ آپ ان recruits سے ۵۰۰ روپے کاٹ رہے ہیں اس لئے ان کو یہ واپس کئے جائیں۔

جناب چیئرمین : جی بات سمجھ میں آگئی ہے۔ وزیر داخلہ صاحب۔ کیا واپس کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : یہ اچھا مشورہ ہے' اس کے متعلق سوچیں گے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ۱۰۴

۱۰۴۔ *سید عبداللہ شاہ : کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے سندھیوں اور بلوچوں کی پاک فوج میں نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے' اور اگر ایسا ہو تو'

(ب) پاک فوج میں ان کی نمائندگی کو بہتر بنانے کیلئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

سید غوث علی شاہ : (الف) جنوری ۱۹۵۶ء سے پاک فوج میں سندھیوں اور بلوچوں کی نمائندگی ۵ فیصد سے بڑھا کر ۱۵ فیصد کر دی گئی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے جونہی یہ حدف حاصل کر لیا جائے گا ان کی نمائندگی آبادی کے تناسب سے بڑھا دی جائے گی۔

(ب) پاکستان فوج میں ان کی نمائندگی کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

(الف) بھرتی کرنے والا عملہ

پالیسی کے تحت ان صوبوں سے کم از کم ۲۰ فیصد عملہ لیا جاتا ہے۔

(ب) تشہیر

مقامی زبانوں میں کتابچے پوسٹر اور سٹکر وغیرہ چھاپ کر اور جاری کر کے تشہیر کی جاتی ہے۔

(ج) رعایت

سندھی اور بلوچ ریکروٹوں کو تعلیمی اور جسمانی معیار میں مندرجہ ذیل خصوصی رعایتیں دی گئی ہیں:

(ا) تعلیمی معیار

دیگر صوبوں کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت ۸ جماعت پاس ہے جب کہ سندھ اور بلوچستان کے لئے رعایت دے کر اسے ۵ جماعت پاس کر دیا گیا ہے۔ (۵۰ فیصد آسامیوں تک) اور بلوچستان کے لئے ۲۵ فیصد ناخواندہ افراد کی رعایت ہے۔

(۲) جسمانی معیار

عمر

(الف) افسران اور جوانوں دونوں کے لئے عمر کی بالائی حد میں ایک سال کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(ب) قد

کم از کم قد ایک انچ کم کر دیا گیا ہے۔

(ج) تین سال کے لئے قیام

بھرتی کے بعد سندھی اور بلوچی ریکروٹس کو عرصہ تین سال تک اپنے آبائی صوبہ میں رہنے کی اجازت ہے تاکہ ان میں گھر سے دوری کا احساس پیدا نہ ہو۔

(د) فوج میں سندھیوں اور بلوچوں کی تعداد میں اضافے کے لئے سندھ اور بلوچستان میں قائم تمام آرمی یونٹوں کے ذمے یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ سندھ اور بلوچستان سے ریکروٹوں کو بھرتی کریں اور انہیں تربیت بھی دیں۔

(س) کوئٹہ میں چھوٹا بلوچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں بلوچستان کے ریکروٹوں کو ان کے گھروں کے نزدیک تربیت دی جائے گی تربیت مکمل کرنے کے بعد ان کو بلوچستان میں ہی کسی یونٹ میں ۳ سال تک رکھا جاتا ہے تاکہ وہ فوجی طرز زندگی سے آشنا ہو جائیں اور ان میں گھر سے دور رہنے کی عادت پیدا ہو۔

مستقل قریب میں مندرجہ ذیل اضافی بھرتی دفتر کھولے جا رہے ہیں بشرطیکہ مالی مشکلات اس کام میں حائل نہ ہوں۔

ا۔ لاڑکانہ۔

۲۔ نواب شاہ۔

۳۔ خضدار۔

۴۔ لورالائی۔

Mr. Chairman : Supplementary question?

Syed Abdullah Shah : I will put no supplementary question provided you allow me to put the next question.

Mr. Chairman : O.K. Put the next question No. 105.

۱۰۵۔ *سیّد عبداللہ شاہ: کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے کہ سابق وزیراعلیٰ سندھ مرحوم جام صادق علی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے کون سی شخصیات نے دفاعی افواج یا حکومت کے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے گوٹھ جام نواز علی جانے کے لئے سفر کیا ہے؟

سیّد غوث علی شاہ: ۱۲ فروری ۱۹۹۲ء کو صدر پاکستان نے بری فوج کے ایک وی۔ آئی۔ پی پوما ہیلی کاپٹر پر سندھڑی سے گوٹھ جام نواز علی تک اور واپسی کا سفر کیا ہے۔ جبکہ بحریہ کے ایک ہیلی کاپٹر پر سابق وزیراعلیٰ سندھ نے اپنے معالج کے ہمراہ کراچی سے گوٹھ مذکورہ تک سفر کیا۔

Mr. Chairman : Supplementary question?

Syed Abdullah Shah : Sir, I would like to know if the late Chief Minister paid for his trip by the Naval Helicopter for his trip from Karachi to his village at a private function that is the marriage of his daughter?

جناب چیئرمین: جی منسٹر آف ڈیفنس۔

سیّد غوث علی شاہ: جناب شاہ صاحب کا یہ سوال تو نیا بن جاتا ہے کیوں کہ جو شاہ صاحب کا سوال تھا وہ صرف اس حد تک ہے۔

"Will the Minister for Defence be pleased to state the dignitaries which travelled by helicopters owned by the Defence Forces or Government of Pakistan to Goth Jam Nawaz Ali to attend the wedding of the daughter of former Sindh Chief Minister late Jam Sadiq Ali?

اس کے لئے جو جواب عرض کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں سوال تو clear ہو جائے ناں سوال یہ اور آپ کا جواب یہ ہے کہ جی صدر صاحب نے استعمال کیا اور جام صادق علی صاحب نے استعمال کیا ہے بمعہ ڈاکٹر اور وہ کراچی تک گئے۔ تو آپ کا ضمنی سوال کیا ہے۔

Syed Abdullah Shah : My question is, Sir, that this was a private function of the late Chief Minister, that is the marriage of his daughter. Did he pay for this trip?

Syed Ghous Ali Shah : That is their entitlement. They can travel in the helicopter as well as the President. It is covered under the law.

جناب چیئرمین: جی جناب وہ کہتے ہیں کہ یہ پرائیویٹ تھا تو اس کیلئے انہوں نے.....

سیّد غوث علی شاہ: یہ ان کی entitlement ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں کہتے ہیں ان کی entitlement ہے۔

Syed Ghous Ali Shah : Sir, the honourable Minister for Defence had remained the Chief Minister of Sindh also, can he kindly tell me the rule under which this entitlement is allowed?

Mr. Chairman : Is there any rule in this regard?

سیّد غوث علی شاہ: جناب دوسری بار رولز لے آؤں گا۔

جناب چیئرمین: Chief Minister's salaries and allowances Act کوئی ہو گا ناں۔ جی جناب یحییٰ بختیار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Mr. Chairman, I wanted to know whether the MNAs and the Senators have the right to travel by Army planes, if necessary.

سیّد غوث علی شاہ: Travel of MNAs & Senators by Army planes

اس کو ریج میں نہیں لیکن جب ان کو ضرورت پڑے گی requisition وہ کر سکتے ہیں۔

There can be a requisition by MNAs and the Senators, on payment.

Mr. Yahya Bakhtiar : And if the Prime Minister does it? Then you will make a reference against her.

Mr. Chairman : As there is a case in the court on this so I don't think it is proper that you ask these questions? The Question Hour is over.

سیّد اقبال حیدر: جناب سوال نمبر میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اس میں بڑا اہم نکتہ ہم نے اٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین: جی کیا تھا وہ؟

سیّد اقبال حیدر: کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں مجھے، سوال نمبر ۸ میں وزارت اطلاعات نے یہ غلط جواب دیا ہے کہ A.P.N.S. کے ساتھ ان کی understanding ہے کہ audited circulation of newspapers should not be divulged or disclosed یہ A.P.N.S. کے اعلیٰ نمائندے جناب مجید نظامی صاحب اور محترم میر خلیل الرحمٰن مرحوم کے صاحبزادے میر جاوید الرحمٰن نے اس میٹنگ میں بھی مجھے یہ کہا کہ جناب A.P.N.S. کے ساتھ حکومت کا کوئی معاہدہ یا understanding نہیں ہے کہ audited circulation کو ظاہر نہ کیا جائے۔ اول تو لالیکا صاحب نے غلط بیان کیوں دیا مجھے اس کے اوپر سخت اعتراض ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب سوالات کا وقفہ ختم ہو چکا ہے۔ سیّد اقبال حیدر صاحب ایسے ہی غلط سلط کہتے کے عادی ہیں۔

سیّد اقبال حیدر: آپ غلط بولنے کے عادی ہیں تو غلط سلط کہنا مجھے پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال ان کا کہنا ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider : Please produce that agreement tomorrow. I will be very grateful to you. Please produce it.

جناب چیئرمین: کیوں جی لکھا ہوا ہے یا زبانی معاہدہ ہے؟

Mian Abdul Sattar Lalika : It is an unwritten agreement. I have produced the witness.

(Interruption)

Mian Abdul Sattar Lalika : I would request the Chair that Mr. Iqbal Haider should withdraw these remarks.

کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ ہم نے اس کی گواہی بھی دے دی ہے۔ ایک ایڈیٹر نے دی ہے۔

Mr. Chairman : He (Syed Fasieh Iqbal) is an Editor of 'Baluchistan Time' and a very experienced Journalist.

سیّد اقبال حیدر: بہر حال مجھے A.P.N.S. نے کہا ہے میں کیا کروں۔

جناب چیئرمین: بحر حال آپ نے بیان دیا ہے اس کی تردید ہو گی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سیّد اقبال حیدر: اگر آڈٹ کے اعداد و شمار خفیہ رکھے جائیں تو آڈٹ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ یہ عقلی طور یہ ایک غیر منطقی فعل ہے کہ آپ آڈٹ بھی کراتے ہیں سر کولیشن کا، اس کو خفیہ بھی رکھتے ہیں اور یہ دانستہ طور پر رکھ رہے ہیں۔ تاکہ.....

جناب چیئرمین: اگلی باری پر پوچھ لیں۔

†All the other answers are taken as read and placed on the Table of the House.

†The Question Hour being over the remaining questions and anwser are placed on the table of the House and taken as read.

۱۰۶۔ * سیّد عبداللہ شاہ: کیا وزیر انسداد منشیات بیان فرمائیں گیکہ انسداد منشیات ڈویژن میں گریڈ۔۱۶اور بالا، میں کام کرنے والے افسروں کی تعداد کیا ہے نیزان کے نام، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ڈومیسائل کے مقام کیا ہیں؟

رانا چندر سنگھ: شعبہ انسداد منشیات میں گریڈ۔۱۶اور اس سے بالا میں کام کرنے والے آفسروں کی تعداد بارہ ہے۔

ان کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں

نمبر شمار	نام۔عہدہ اور بنیادی تنخواہ سکیل	تعلیمی قابلیت	تجربہ	جائے سکونت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۔	جناب عبدالقیوم سیکرٹری (بی پی ایس۔۲۲)	ایم ایس سی زوآلوجی ایم ایس سی (ڈیفنس و سٹر سیٹجک سٹڈیز)	۳۷سال	پنجاب
۲۔	جناب محبوب الٰہی، جوائنٹ سیکرٹری (بی پی ایس۔۲۰)	ایم ایس سی (کیمسٹری)	۲۶سال	پنجاب
۳۔	جناب بشیر احمد چوہان ڈپٹی سیکرٹری (بی پی ایس۱۹)	ایم اے اکنامکس	۱۶سال	پنجاب
۴۔	جناب غلام علی پی ایس ٹو منسٹر (بی پی ایس۔۱۹)	ایم اے (پولٹیکل سائنس)	۱۴سال	پنجاب
۵۔	جناب منظور احمد، سیکشن افسر (بی پی ایس۔۱۸)	بی اے	۳۰سال	پنجاب
۶۔	جناب ایم اے لودھی سیکشن افسر (بی پی ایس۔۱۸)	بی اے ایل ایل بی	۲۷سال	پنجاب
۷۔	جناب محمد جمیل، سیکشن افسر (بی پی ایس۔۱۷)	بی اے	۷سال	پنجاب
۸۔	جناب الیاس خان خٹک، سیکشن افسر (بی پی ایس۔۱۷)	ایم اے پولٹیکل سائینس	۲سال	صوبہ سرحد

۱	۲	۳	۴	۵
۹۔	جناب نثار محمد، سیکشن افسر (بی پی ایس۔۱۷)	ایم ایس سی (کیمسٹری)	۷ سال	صوبہ سرحد
۱۰۔	جناب مسعود اسلم ڈار پی ایس ٹو سیکرٹری (بی پی ایس۔۱۶)	بی اے	۲۰ سال	پنجاب
۱۱۔	جناب محمد جاوید، سپرنٹینڈنٹ (بی پی ایس۔۱۶)	بی اے	۱۵ سال	صوبہ سرحد
۱۲۔	جناب محمد اسلم، سپرنٹینڈنٹ (بی پی ایس۔۱۶)	ایف اے	۱۹ سال	پنجاب

۱۰۷۔ *سیّد اشتیاق اظہر: کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ایف آئی اے نے ۱۹۸۹ء کو پی آئی اے کو مبینہ طور پر چودہ ملین امریکی ڈالر کا نقصان پہنچانے کے خلاف اس وقت کے مینجنگ ڈائریکٹر اور ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر کے خلاف مقدمات درج کئے تھے، اور

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ مقدمات واپس لئے جا چکے ہیں، اگر ایسا ہو تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

چوہدری شجاعت حسین: (الف) جی ہاں۔

(ب) ملزم کے خلاف الزامات کی شہادت کی عدم دستیابی کی وجہ سے کیس عدالت میں سماعت کے لئے نہیں پیش کیا گیا، لہٰذا، کیس واپس لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۱۰۸۔ *سیّد اقبال حیدر: کیا وزیر اطلاعات و نشریات یہ بیان فرمائیں گے کہ ملک میں ہر اخبار اور جرائد کی اشاعت بمطابق آڈٹ بیورو آف سرکولیشن (اے بی سی) کے ۱۹۹۰۔۹۱ء اور یکم جولائی ۱۹۹۱ء سے اب تک کیا ہے؟

میاں عبدالستار لالیکا: اس وزارت کا آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی (اے پی این ایس) کے ساتھ ایک مفاہمت / معاہدہ ہے کہ اخبارات / رسائل کی سرکولیشن کے بارے میں اعداد و شمار کو خفیہ رکھا جائے۔

۱۰۹۔ *سیّد اشتیاق اظہر: کیا وزیر برائے ریلوے بیان فرمائیں گے کہ ریلوے کو منافع بخش ادارہ بنانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

حاجی غلام احمد بلور: ریلوے کے آمدنی بڑھانے اور خرچہ کم کرنے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدام کئے ہیں۔ تاکہ ریلوے ایک منافع بخش ادارہ بن سکے جس کی چیدہ چیدہ خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ کرایوں کے نظام کو نئے سرے سے منظّم کرنا اور بڑھانا

۲۔ غیر تعمیری اخراجات میں کمی کرنا۔

۳۔ نقصان پے چلنے والی گاڑیوں کی بندش۔

۴۔ غیر آمدنی دہندہ سیکشنوں کی بندش۔

۵۔ نئی بھرتی پر پابندی۔

۶۔ آمدنی اکٹھا کرنے پر سخت کنٹرول کے ساتھ ساتھ ٹکٹوں کی فروخت و چیکنگ اور پارسل کی بکنگ اور لانے لجانے کے نظام کو نجی شعبہ کے حوالے کرنا۔

۷۔ حاصل ذرائع سے انجنوں، بوگیوں، کوچز اور ٹیک کی بہتر مرمت کر کے ریلوے نظام کی کارکردگی کو بڑھانا شامل ہے۔

۱۱۰۔ *سید اشتیاق اظہر: کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے کہ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کی دوسری چینل پر اٹھنے والے موجودہ اخراجات کیا ہیں؛

میاں عبدالستار لالیکا: پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لمٹیڈ کے دوسرے ٹی وی چینل کے جاری اخراجات ۲۶۴ء۷۰۳ ملین روپے سالانہ ہوں گے۔

۱۱۱۔ *جناب محمد طارق چوہدری: کیا وزیر انچارج برائے عملہ ڈویژن بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سیکرٹریٹ گروپ اور آفس مینجمنٹ گروپ سے تعلق رکھنے والے گریڈ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ کے افسران جو ملازمت کا مطلوبہ عرصہ مکمل کر چکے ہیں اور اگلے گریڈ میں ترقی کے لئے اہل ہیں، کی تعداد کیا ہے، اور

(ب) ان افسران کی ترقی سے متعلق مایوسی کو دور کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؛

چوہدری امیر حسین: (الف) آفس مینجمنٹ گروپ (بی پی ایس ۱۷ اور ۱۸) اور سیکرٹریٹ گروپ (بی پی ایس ۱۹، ۲۰) میں مندرجہ ذیل افسران ہیں جنہوں نے ملازمت کی مقررہ مدت پوری کر لی ہے اور وہ اہل ہیں کہ ان کو ترقی کو زیر غور لایا جائے۔

بی پی ایس۔ ۱۷	۵۱
بی پی ایس۔ ۱۸	۱۳۷
بی پی ایس۔ ۱۹	۲۱۹
بی پی ایس۔ ۲۰	۱۶۱

(ب) متعلقہ گریڈوں میں جونہی خالی اسامیاں دستیاب ہوں گی مذکورہ افسران کی ترقی کے معاملات ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی / سنٹرل سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے۔

۱۱۲۔ *جناب محمد طارق چوہدری: کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے کہ

(الف) روزنامہ "دعوت عمل" سرگودھا، کمرشل' نیوز اور پنجاب نیوز، فیصل آباد کی روزانہ اشاعت کیا ہے، اور

(ب) یکم جولائی ۱۹۹۱ء تا ۳۰ر مئی ۱۹۹۲ء کے دوران ان اخبارات کو پی آئی ڈی لاہور اور اسلام آباد نے ہر ایک کو الگ کتنے اشتہارات بمعہ ان کی حجم کے دیئے؟

میاں عبدالستار لالیکا: (الف) آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کے ساتھ ایک زبانی مفاہمت کے پیش نظر وزارت اطلاعات و نشریات اخبارات و رسائل کی سرکولیشن ظاہر نہیں کر سکتی۔

(ب) روزنامہ کمرشل نیوز، فیصل آباد، پنجاب نیوز، فیصل آباد اور دعوت عمل سرگودھا کو پی آئی ڈی اسلام آباد کی جانب سے یکم جولائی ۱۹۹۱ء سے ۳۰ر مئی ۱۹۹۲ء کے دوران جو اشتہارات دیئے گئے ان کی تعداد اور سائز کی تفصیلات منسلکہ I میں دی گئی ہیں جب کہ پی آئی ڈی لاہور سے متعلق یہ تفصیلات منسلکہ II میں درج ہیں۔

(منسلکہ جات سینٹ کی لائبریری میں رکھ دیئے گئے ہیں)۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

۱۰۔ سید فصیح اقبال: کیا وزیر اطلاعات و نشریات بیان فرمائیں گے کہ بیرون ملک متعدد پاکستانی مشنوں میں کام کرنے والے پریس اتاشیوں، پریس قونصلروں اور پریس سنٹروں کے نام، عہدہ گریڈ، مقام ڈومیسائل اور تاریخ تقرری کیا ہیں؟

میاں عبدالستار لالیکا: ازارہ مہربانی منسلکہ ملاحظہ فرمائیے۔

وزارت اطلاعات و نشریات

بیرون ملک مختلف پاکستان مشنوں میں کام کرنے والے پیس اتاشیوں، پریس کونسلروں اور پریس سنٹروں کے نام عہدہ گریڈ، جائے سکونت اور تاریخ تعیناتی سے متعلق سید فصیح اقبال، سینٹر کا پیش کردہ غیر نشاندار سینٹ سوال نمبر ۷۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	جائے سکونت	تاریخ تعیناتی	تعیناتی کا مقام
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
پریس اتاشی						
۱۔	جناب منصور سہیل	پریس اتاشی	۱۸	پنجاب	۲۸-۹-۸۳	نیویارک
۲۔	جناب شفیق الزمان	"	۱۸	قبائلی علاقہ	۲۷-۱۱-۸۶	لندن
۳۔	بیگم رضوان احسان	"	۱۸	سندھ (شہری)	۱۱-۱-۸۸	ہانگ کانگ
۴۔	جناب محمد عارف	"	۱۸	پنجاب	۱۵-۴-۸۸	نیو دہلی
۵۔	جناب اکرام اللہ جان	"	۱۸	شمالی مغربی سرحدی صوبہ	۲۰-۷-۸۸	روم

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۶۔	ملک محمد اشرف	"	۱۸	پنجاب	۸۸۔۱۲۔۱۶	کینبرا
۷۔	جناب غلام حضور باجوہ	"	۱۸	پنجاب	۹۰۔۶۔۳۰	ٹوکیو
۸۔	جناب شاہ زمان خان	"	۱۸	شمالی مغربی سرحدی صوبہ	۹۰۔۷۔۶	جدہ
۹۔	چوہدری رشید احمد	"	۱۸	پنجاب	۹۰۔۷۔۱۶	کولمبو
۱۰۔	جناب عبدالحفیظ علیکوزئی	"	۱۸	شمال مغربی سرحدی صوبہ	۹۰۔۷۔۲۰	انقرہ
۱۱۔	جناب جوہر حسین	"	۱۸	سندھ (شہری)	۹۰۔۷۔۲۲	نیروبی
۱۲۔	آنسہ شائستہ زینب جعفری	"	۱۸	سندھ (شہری)	۹۱۔۱۔۱۶	اوٹاوا
۱۳۔	ملک ظہور احمد	"	۱۸	پنجاب	۹۱۔۲۔۲۰	واشنگٹن
۱۴۔	جناب اے۔ آئی شفیق ہاشمی	"	۱۸	پنجاب	۹۱۔۵۔۲۹	ریاض
۱۵۔	جناب غلام قادر خان	"	۱۸	پنجاب	۹۱۔۶۔۴	جکارتہ
۱۶۔	آنسہ فرزانہ قریشی		۱۸	پنجاب	۹۱۔۶۔۱۱	کوالالمپور
۱۷۔	جناب علی اکبر		۱۸	پنجاب	۹۱۔۶۔۲۶	ابو ظہبی
۱۸۔	جناب ایم یوسف عزیز		۱۸	پنجاب	۹۱۔۹۔۶	بیجنگ
	پریس کونسلر					
۱۔	جناب آفتاب احمد صدیقی	پریس کونسلر	۱۹	سندھ (دیہی)	۸۵۔۱۲۔۹	ڈھاکہ
۲۔	ایم نور ساغر خان	"	۱۹	پنجاب	۸۷۔۱۱۔۲۶	قاہرہ
۳۔	جناب عشرت علی شیخ	"	۱۹	سندھ (شہری)	۹۱۔۶۔۴	تہران
۴۔	جناب کامران علی خان	"	۱۹	پنجاب	۹۱۔۶۔۱۳	بون
۵۔	جناب محمد وکیل ملک	"	۱۹	پنجاب	۹۱۔۶۔۲۳	پیرس
	پریس منسٹرز					
۱۔	جناب پرویز احمد	پریس منسٹرز	۲۰	پنجاب	۹۱۔۸۔۱۵	واشنگٹن
۲۔	جناب ایم۔ اے لطیف الفت	"	۲۰	پنجاب	۹۱۔۱۲۔۲۷	لندن
۳۔	مفتی جمیل الدین احمد	"	۲۰	سندھ (شہری)	۹۲۔۴۔۵	نیو دہلی

۱۱۔ میر عبدالجبار: کیا وزیر انچارج برائے شعبہ عملہ بیان فرمائیں گے کہ بلوچستان میں کام کرنے والے وفاقی محکموں، خود مختار اداروں اور کارپوریشنوں میں افسران کی تعداد نیز ان کے نام، عہدے، مقام اور تاریخ تقرری کیا ہیں؟

چوہدری امیر حسین: وفاقی حکومت کے سیکرٹریٹ گروپ، ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ، پولیس سروسز آف پاکستان، آفس مینجمنٹ گروپ اور شعبہ عملہ کے تحت ایک خود

مختار ادارہ (نیپا) سے تعلق رکھنے والے ۱۹۶ افسران ۱۵ر مئی ۱۹۹۲ء تک بلوچستان میں فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان کے ناموں، عہدوں، مقام اور تاریخ تعیناتی کی فہرستیں منسلک ہیں۔

بلوچستان میں متعین افسران کی فہرست

سیکرٹریٹ گروپ

نمبر شمار	افسران کا نام	بی پی ایس	عہدہ	تقرری کی تاریخ
۱	۲	۳	۴	۵
۱۔	جناب الٰہی بخش ملغانی	۲۱	ڈائریکٹر این آئی پی اے	۲۴۔۸۔۱۹۹۱
۲۔	جناب یونس خان	۲۱	چیئرمین بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی	۰۸۔۱۔۱۹۹۱
۳۔	سید شاہد حسین	۲۱	سینئر ممبر، بی او آر، کوئٹہ	۰۳۔۳۔۱۹۹۱
۴۔	مرزا قمر بیگ	۲۱	سیکریٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ، کوئٹہ	۲۰۔۸۔۱۹۹۱
۵۔	جناب نصیر الدین احمد	۲۰	سیکریٹری فنانس، فناس ڈیپارٹمنٹ، حکومت بلوچستان، کوئٹہ۔	۰۸۔۲۔۱۹۹۱
۶۔	جناب بہلول خان	۲۰	ممبر بلوچستان پبلک سروس کمیشن، کوئٹہ	۰۲۔۱۲۔۱۹۸۶
۷۔	جناب طارق جنجوعہ	۲۰	سیکریٹری ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ بلوچستان، کوئٹہ۔	۲۶۔۱۲۔۱۹۹۰
۸۔	جناب تاج ایم نعیم	۲۰	سیکریٹری انوسٹمنٹ پروموشن ڈیپارٹمنٹ، کوئٹہ۔	۱۸۔۲۔۱۹۹۲
۹۔	جناب سعد اللہ مری	۲۰	سیکریٹری، محکمہ ماہی گیری، کوئٹہ	۲۵۔۳۔۱۹۹۱
۱۰۔	جناب مختار گل	۲۰	پراونشل سینسز کمشنر، کوئٹہ	۲۸۔۱۱۔۱۹۹۱
۱۱۔	جناب غلام فاروق نوشیروانی	۱۹	سیکریٹری، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان۔	۰۶۔۴۔۱۹۸۷

(ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ)

۱۔	جناب اطہر الزمان خان شیر دل	۲۱	چیف سیکریٹری	۰۹۔۵۔۱۹۹۱
۲۔	میجر (ریٹائرڈ) محمد اشرف ناصر	۲۰	رکن، مانیٹرنگ اینڈ ریویلیشن پی اینڈ ڈی بورڈ بلوچستان۔	۰۵۔۱۱۔۱۹۹۰
۳۔	میجر (ریٹائرڈ) محمد فضل درانی	۲۰	کمشنر، کوئٹہ	۲۸۔۹۔۱۹۹۱

۱	۲	۳	۴	۵
۴۔	میر غیاث الدین احمد	۲۰	سیکریٹری اربن ڈیویلپمنٹ اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ، کوئٹہ۔	۲۹۔۹۔۱۹۹۱
۵۔	میجر (ریٹائرڈ) نادر علی	۲۰	اوایس ڈی، ایس اینڈ بی اے ڈی	این اے
۶۔	جناب محمد فاروق جوگزئی	۱۹	ڈائیریکٹر، پی اوپی ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کوئٹہ۔	این اے
۷۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) فرید الدین احمد	۱۹	سیکریٹری، لیبر اینڈ مین پاور	۱۷۔۲۔۱۹۹۱
۸۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) ایم یونس جعفر	۱۹	آئی جی، جیل خانہ، کوئٹہ	۱۹۔۱۲۔۱۹۹۱
۹۔	جناب ناصر احمد	۱۹	کمشنر نصیر آباد	مئی ۱۹۹۱
۱۰۔	خواجہ ایم طارق	۱۹	ڈائریکٹر فنانس واسا، کوئٹہ	۹۔۳۔۱۹۹۱
۱۱۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن ترین	۱۹	ایڈیشنل سیکریٹری پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، کوئٹہ۔	۹۔۳۔۱۹۹۱
۱۲۔	جناب حفیظ الرحمٰن	۱۹	ایڈیشنل سیکریٹری سی ایم، بلوچستان	نومبر ۱۹۹۰
۱۳۔	جناب عمران افضل چیمہ	۱۹	ڈائریکٹر ایم ڈی کوئٹہ	۲۵۔۳۔۱۹۹۱
۱۴۔	جناب ناہید پرویز	۱۸	ایس اینڈ جی اے ڈی	نومبر ۱۹۹۰
۱۵۔	میجر (ریٹائرڈ) ہارون رشید	۱۸	پولٹیکل ایجنٹ چاغی	دسمبر ۱۹۹۰
۱۶۔	جناب احمد بخش لہڑی	۱۸	ڈی سی پشین	۱۱۔۲۔۱۹۹۲
۱۷۔	جناب سہیل ہمایوں	۱۸	ڈی سی کوئٹہ	۸۔۵۔۱۹۹۱
۱۸۔	جناب اعجاز علی زیغم	۱۸	فنانس ڈیپارٹمنٹ	۲۔۷۔۱۹۹۱
۱۹۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) ایم یونس درانی	۱۸	ڈی سی سبی	۱۲۔۵۔۱۹۹۱
۲۰۔	جناب نیئر محمود	۱۸	پولیٹکل ایجنٹ، قلعہ سیف اللہ	۴۔۱۲۔۱۹۹۰
۲۱۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) ظفر اقبال قادر	۱۸	پولیٹکل ایجنٹ، ژوب	فروری ۱۹۹۱
۲۲۔	جناب عثمان علی	۱۸	اوایس ڈی (ایس اینڈ جی اے ڈی)	۱۹۔۸۔۱۹۹۱
۲۳۔	جناب محمد ظاہر راجہ	۱۸	اوایس ڈی (ایس اینڈ جی اے ڈی)	۱۰۔۱۱۔۱۹۹۱
۲۴۔	پیر بخش خان	۱۸	ڈپٹی سیکریٹری ٹو چیف منسٹر، کوئٹہ	۲۰۔۱۱۔۱۹۹۰
۲۵۔	جناب خالد محمود	۱۸	ڈی سی جعفر آباد	۲۵۔۱۱۔۱۹۹۰
۲۶۔	جناب عارف حسین	۱۸	ڈی سی، کاچی	۱۱۔۲۰۔۱۹۹۲
۲۷۔	سید ابو احمد عاقف	۱۸	ڈی سی قلعہ سیف اللہ	این اے
۲۸۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد علی خان	۱۸	پولیٹکل ایجنٹ، ڈیرہ بگٹی	نومبر ۱۹۹۰

۱	۲	۳	۴	۵
۲۹۔	جناب علی ظہیر	۱۸	ڈی سی، موسیٰ خیل	۱۹۹۲۔۲۔۱۱
۳۰۔	اوریٰ مقبول عباسی	۱۸	ڈی سی، مستونگ	۱۹۹۲۔۲۔۱۱
۳۱۔	جناب محمد عابد	۱۸	ڈی سی، لورالائی	اگست ۱۹۹۱
۳۲۔	جناب محمد طارق رفیق	۱۸	پولیٹکل ایجنٹ، کوہلو	اکتوبر ۱۹۹۱
۳۳۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد آفتاب	۱۸	ڈی سی، نوشکی	این اے
۳۴۔	جناب محمد امین احسن خان	۱۸	ڈی سی، برخان	۱۹۹۲۔۲۔۱۱
۳۵۔	جناب مظفر محمود	۱۸	اے ڈی سی (جنرل) کوئٹہ	این اے
۳۶۔	سکواڈرن لیڈر محمد عرفان الٰہی	۱۸	اے سی (یوٹی) کوئٹہ	این اے
۳۷۔	سکوارڈرن لیڈر امجد علی طور	۱۸	اے سی (یوٹی) کوئٹہ	جولائی ۱۹۹۱
۳۸۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) عطا محمد	۱۸	اے ڈی سی (جی) نصدار	۱۹۹۱۔۱۲۔۴
۳۹۔	جناب محمد اشرف	۱۸	اے سی، سبی	۱۹۸۹۔۳۔۵
۴۰۔	جناب نصیر اللہ خان	۱۷	اے سی، ڈھاڈر	۱۹۹۰۔۳۔۱۹
۴۱۔	جناب محمد الیاس	۱۷	اے سی، کوہلو	۱۹۸۹۔۳۔۲۸
۴۲۔	شیخ ضیاء الحق	۱۷	اے ڈی سی، لورالائی	۱۹۹۱۔۲۔۲۸
۴۳۔	جناب ناصر محمود	۱۷	اے سی، نصیر آباد	جنوری ۱۹۹۲
۴۴۔	جناب شفقت الرحمٰن	۱۷	اے سی، بربھان	۱۹۹۰۔۲۔۱۱
۴۵۔	جناب طاہر حسین	۱۷	اوایس ڈی، کمشنر، سبی ڈویژن	۱۹۹۰۔۲۔۱۲
۴۶۔	جناب جاوید رفیق ملک	۱۷	اے سی، بوری لورالائی	اگست ۱۹۹۰
۴۷۔	جناب محمد خان	۱۷	اوایس ڈی، کمشنر نصیر آباد	۱۹۹۱۔۶۔۹
۴۸۔	جناب عبدالرحمٰن عابد	۱۷	کمشنر کوئٹہ کے ایماء پر	۱۹۹۱۔۶۔۹
۴۹۔	جناب احمد بلال	۱۷	اوایس ڈی، کمشنر کوئٹہ	۱۹۹۰۔۲۔۱۲
۵۰۔	جناب فواد حسین فواد	۱۷	کمشنر نصیر آباد ڈویژن کے ایماء پر	۱۹۹۱۔۵۔۵
۵۱۔	ڈاکٹر اعجاز منیر	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۱۔۱۔۱۰
۵۲۔	جناب حافظ شیر علی	۱۷	اے ڈی سی خضدار کے ایماء پر	۱۹۹۱۔۱۲۔۲۷
۵۳۔	جناب ساجد یوسفانی	۱۷	کمشنر نصیر آباد کوئٹہ کے ایماء پر	دسمبر ۱۹۹۰
۵۴۔	جناب لائق احمد میمن	۱۷	این اے	نومبر ۱۹۹۰
۵۵۔	جناب ظفر اقبال	۱۷	اے سی بلوچستان	ستمبر ۱۹۹۱
۵۶۔	ڈاکٹر تنویر احمد	۱۷	اے سی لسبیلہ	۱۹۹۱۔۵۔۲۰

۱	۲	۳	۴	۵
۵۷۔	جناب علی شہریار سرور	۱۷	اے سی (یو۔ٹی) بلوچستان	۱۹۹۱۔۷۔۱۷
۵۸۔	ڈاکٹر رشید منصور	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۱۔۷۔۱۷
۵۹۔	ڈاکٹر اختر نیئر	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۱۔۷۔۱۷
۶۰۔	جناب وحید الدین میاں	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۱۔۷۔۱۷
	(پولیس سروس آف پاکستان)			
۱۔	جناب محمد عزیز خان	۲۰	آئی جی پولیس، کوئٹہ	۱۹۹۱۔۲۔۱۳
۲۔	محمد سعد شریف	۲۰	ڈی آئی جی، کوئٹہ رینج	۱۹۹۱۔۱۱۔۱۶
۳۔	جناب محمد نصیر اللہ خان	۱۸	گورنمنٹ آف بلوچستان کے ایماء پر	۱۹۹۲۔۲۔۱
۴۔	کیپٹن ہمایوں جوگیزئی	۱۸	کمانڈنٹ، بلوچستان ریزرو پولیس	۱۹۹۱۔۱۲۔۱
۵۔	جناب پرویز رحیم راجپوت	۱۸	ڈی آئی جی (ایکٹنگ) سپیشل برانچ، کوئٹہ	نومبر ۱۹۹۰
۶۔	کیپٹن ضیاء الدین لغاری	۱۸	اے آئی جی (اپریشن) سی بی او، کوئٹہ	مئی ۱۹۹۱
۷۔	جناب محمد جاوید قریشی	۱۸	ایس اینڈ جی اے ڈی بلوچستان کے ایماء پر	نومبر ۱۹۹۰
۸۔	میر موسیٰ خان سلاچی	۱۸	ڈی آئی جی (ایچ کیو) کوئٹہ	۱۹۹۱۔۱۰۔۱۰
۹۔	جناب عطاء اللہ شاہ غرشین	۱۸	ڈی آئی جی (ایکٹنگ) سبی	۱۹۸۹۔۴۔۶
۱۰۔	سردار ڈریمن	۱۸	ڈائریکٹر، پراونشل کنٹرول روم، کوئٹہ	مئی ۱۹۹۱
۱۱۔	جناب محمد انور کاکڑ	۱۸	ایس پی لورالائی	۱۹۹۱۔۸۔۶
۱۲۔	جناب نصیب اللہ خان	۱۸	ایس پی قلات	۱۹۹۰۔۸۔۱۲
۱۳۔	سید ذاکر حسین شاہ	۱۸	ایس پی گوادر	دسمبر ۱۹۹۱
۱۴۔	جناب ریاض احمد	۱۸	ایس پی گورنمنٹ آف بلوچستان (بیرون ملک تربیت پر)	۱۹۸۹۔۱۱۔۲
۱۵۔	جناب عابد حسین نوٹکانی	۱۸	۔ایضاً۔	۱۹۸۹۔۱۱۔۲
۱۶۔	جناب سردار علی خان	۱۷	اے ایس پی (یوٹی) کوئٹہ	۱۹۹۱۔۸۔۱۱
۱۷۔	جناب آفتاب احمد پٹھان	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۸۹۔۷۔۱۲
۱۸۔	جناب کلیم امام	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۸۹۔۷۔۱۲
۱۹۔	ڈاکٹر اعجاز احمد لنگریال	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۰۔۲۔۱۴
۲۰۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد امین	۱۷	۔ایضاً۔	۱۹۹۰۔۱۔۱۴

گورنمنٹ آف بلوچستان میں کام کرنے والے مستعار لئے گئے افسران کی فہرست

نمبر شمار	افسران کا نام	بی پی ایس	عہدہ	تقرری کی تاریخ
۱	۲	۳	۴	۵
۱۔	جناب یار خان سومرو	۱۸	پروگرام آفیسر، نیپا، کوئٹہ	۱۹۹۱۔۱۲۔۴
۲۔	میاں معظم شاہ	۱۸	ایس اینڈ جی اے ڈی، گورنمنٹ آف بلوچستان، کوئٹہ	۱۹۹۱۔۱۲۔۱۰
۳۔	ایئر کموڈور (ریٹائرڈ) محمد شمیم	۲۰	چیف انسٹرکٹر (این آئی پی اے) نیپا	۱۹۹۲۔۱۔۱۹
۴۔	جناب حبیب اللہ	۱۷	ایڈمن آفیسر (این آئی پی اے) نیپا	۱۹۸۶۔۱۱۔۱
۵۔	جناب منصور یوسف	۱۶	کمپیوٹر اپریٹر (این آئی پی اے) نیپا	۱۹۹۲۔۴۔۱۹

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب حافظ حسین احمد صاحب بوجہ حج ۱۸/ تا ۲۶/ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کی رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالرحمٰن جمالی صاحب علالت کے باعث ۱۸/ تا ۲۵/ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: خواجہ محمد حمید الدین صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بناپر مورخہ یکم جولائی تاحالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مہر خداداد خان لک صاحب ناسازئ طبع کی بنا پر مورخہ ۲۹/ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد صدیق کانجو اور چوہدری امیر حسین صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب منظور احمد لچکی: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! بہت اہم مسئلہ یہاں پر پیش ہوا ہے کہ کیا اسلام میں غیر شادی شدہ شخص کی گواہی قبول کی جاتی ہے؟

جناب چیئرمین: بہر حال جب وہ مسئلہ آئے گا تو اس پہ دیکھا جائے گا۔

جناب منظور احمد لچکی: اگر یہ حافظ صاحب بتادیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب حافظ حسین احمد صاحب پریوِلج موشن نمبر ۶۰۔

PRIVILEGE MOTION; *RE:* FAILURE OF THE TELEPHONE DEPARTMENT IN PROVIDING TELEPHONE CONNECTIONS AS RECOMMENDED BY THE SENATORS

حافظ حسین احمد: تحریک استحقاق! میں نے اپنے ٹیلیفون کے ماہانہ کوٹے سے گزشتہ سال مسٹر غلام اللہ سریاب روڈ کوئٹہ اور مسٹر محمد اشرف سریاب روڈ کوئٹہ کو ٹیلیفون فارم دیئے۔ مگر حسب روایت ان پر آج تک عملدر آمد نہ ہو سکا۔ بارہا یقین دہانیوں کے بعد ہر وقت یہی جواب ملتا ہے کہ اس ہفتے لگوادیں گے۔ اس کے علاوہ بعض ٹیلیفونوں کے ڈیمانڈ توٹ بھی جمع کروانے کے باوجود اب تک ان کو کنکشن نہیں دیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا دو cases میں بڑی مشکل سے ڈویژنل انجینئر سریاب روڈ کوئٹہ سے تحریراً لکھوا لیا گیا کہ ہمارے پاس کسی سینیٹر کی سفارش پر ٹیلیفون لگوانے کی گنجائش نہیں۔ اس سے بحیثیت رکن سینیٹ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کا کون جواب دے گا وزیر صاحب تو کراچی گئے ہوئے ہیں یا غالباً کسی میٹنگ میں ہیں۔ بہر حال وزیر صاحب کے آنے تک اس کو defer کر دیں۔ اعظم ہوتی صاحب اس کا جواب دیں گے آج ان کی اطلاع آئی تھی کہ آج نہیں آئیں گے۔

حافظ حسین احمد: ٹھیک ہے جی مناسب ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے ان کے آنے پر لیا جائے گا۔

جناب منظور احمد لچکی: جی کوئٹہ میں honestly یہ نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین: تو اچھا ہے ناں وزیر صاحب آ جائیں تو ان کی موجودگی میں اس کو take up کر لیں گے۔ So, this is deferred. We will take it up when the Minister will come.

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب چیئرمین: جی طارق صاحب فرمائیے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین میں اس ایوان کے عزت اور وقار کے ایک ایسے مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں جو آج غالباً 'نوائے وقت' میں بھی شائع ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سینٹ کے قائد حزب اختلاف نے یہ بات کہی ہے کہ مجھے بڑی دقت کا سامنا ہے۔ قائد حزب اختلاف ہونے کے باوجود نہ تو میرے پاس حزب اختلاف کا کوئی کمرہ ہے اور نہ ہی کوئی دوسری سہولت موجود ہے۔ ہم پارلیمنٹ کے اندر کے مسائل اگر صحیح طریقے سے حل نہیں کر سکتے، پنجاب میں چیف منسٹر پنجاب نے قائد حزب اختلاف کو صوبائی وزیر کا درجہ دے رکھا ہے۔ اور ٹیلیفون، دفتر، گھر، کار ہر وہ سہولت جو ایک وزیر کو حاصل ہوتی ہے وہ قائد حزب اختلاف کو اس نے دے رکھی ہے۔ سینیٹ میں قائد حزب اختلاف کا باقاعدہ دفتر پچھلے کئی برس سے کام کر رہا ہے اور جب پچھلے کئی برس سے قائد حزب اختلاف کے لئے ایک کمرہ مخصوص کیا گیا تھا تو پھر اس وقت قائد حزب اختلاف کے پاس کوئی کمرہ کیوں موجود نہیں ہے اور جناب چیئرمین میں بڑی آپ کی عزت رکھتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے اور آپ اس ذمہ داری کو صحیح طریقے.....

جناب چیئرمین: وہ اس طرح ہے کہ جہاں تک باقی سہولتوں کا تعلق ہے.....

جناب محمد طارق چوہدری: میری ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔ پورا اس طرح نہیں ہو رہا کہ مجھے اپنے قائد کے لئے اور اپنی پارٹی کو جو اس وقت represent کر رہے ہیں ان کی بڑی عزت ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی جگہ قائد ایوان، وزیر اعظم قائد ایوان ہوتے ہیں اور وزیر اعظم قائد ایوان ہیں۔ وہ عارضی طور پر جب موجود نہیں ہوتے تو اپنی جگہ کسی آدمی کو نامزد کر دیتے ہیں جیسے انہوں نے خان صاحب کو نامزد کیا ہوا ہے۔ لیکن ان کو سمجھ لیں کہ یہ شریک قائد ایوان ہیں اور صرف اس لئے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، ایسا یہاں کم از کم پارلیمنٹ میں نہیں ہونا چاہئیے۔ قائد حزب اختلاف کی شکایت فوری طور پر دور کی جانی چاہئیے۔ جب ایک دفتر پہلے ہی برسوں سے کام کر رہا ہے۔ جب ان کی پارٹی برسر اقتدار تھی تو انہوں نے ہمارے قائد حزب اختلاف کو دفتر دے رکھا تھا۔ اور ایسا فوری طور پر ہونا چاہئیے۔ ان کے لئے گاڑی ٹیلیفون اور تمام سہولتیں ہونی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: اس کے لئے میں کوشش کر رہا ہوں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک گاڑی ٹیلیفون کا مسئلہ ہے تو قانون جس کی اجازت دیتا ہے وہی ہم کر سکتے ہیں۔ لیکن جو ان کا حق ہے.....

جناب محمد طارق چوہدری: اس کی قانون اجازت دیتا ہے کہ جو دو برس سے نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جس کی اجازت دیتا ہے وہ ہماری ذمہ داری ہے۔ اس میں جو دقتیں بھی ہیں کوشش کی جا رہی ہے کہ کمرہ ان کو دیا جائے۔ جو کمرہ ان کو دیا تھا وہ اس سے خوش نہیں ہیں اور ہم اور دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ڈھونڈ لی جائے جہاں پر قائد حزب مخالف کو جگہ دی جا سکے۔

جناب منظور احمد لگھی: جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس میں اس سائیڈ پر اپوزیشن کے علاوہ independent ممبران بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کا جو کمرہ ہے وہ آپ سب لوگ استعمال کریں گے۔

جناب منظور احمد گچکی: ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ہم اسے اپوزیشن لیڈر accept نہیں کرتے ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم independent بیٹھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں الگ کمرے دیئے جائیں اور ہمیں facilities دی جائیں۔ اس لئے کہ ہم حزب اختلاف کے کمرے کو utilize نہیں کریں گے۔ وہاں پر کافی بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہر حال جی دیکھیں ناں اگر میرے پاس جگہ ہو مناسب تو میں تو چاہوں گا کہ ہر ممبر کے پاس دفتر ہو۔ لیکن اب جو میرے پاس موجودہ جگہ ہے اسی کو استعمال کرنا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا چونکہ آپ نے accept کیا ہے تو لیڈر آف دی ہاؤس کا کمرہ ہے، اسے لیڈر آف دی اپوزیشن کو دیا جائے۔ باقی ہمارے لئے الگ انتظام کیا جائے۔

جناب چیئرمین: مقصد تو یہ ہے کہ ان کو بھی ان کے مرتبے کے مطابق مناسب جگہ ملنی چاہیئے۔

جناب منظور احمد گچکی: ہم independent چھ سات ہیں۔ ہم تو زیادہ ہیں۔

جناب چیئرمین: جی میں تو چاہوں گا لیکن میرے پاس جگہ ہو تو I would like to give to every member of the House بنوانے کا جہاں تک تعلق ہے تو ہم یہ کر سکتے ہیں کہ تجویز دیں، اس کے لئے فنڈز گورنمنٹ نے ریلیز کرنے ہیں، آپ لوگوں نے کرنے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو پارلیمنٹ لاج بن رہی ہے وہ بن گئی تو کم از کم کچھ آپ کی تکالیف دور ہو جائیں گی۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب ہم majority میں ہیں ہم کہاں جائیں گے۔

سید فصیح اقبال: آج تک کبھی نیفڈیک میں جا رہے ہیں حالانکہ پارلیمنٹ sovereign ادارہ ہے۔ آپ اپنے معاملے جو آپ نے منسٹر کو دیئے ہوئے ہیں.....

جناب چیئرمین: نہیں گورنمنٹ اس میں conscious ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں گورنمنٹ بالکل serious نہیں ہے کیونکہ آج ساتواں سال ہے کسی کو کوئی.....

جناب چیئرمین: تو serious کروائیں ناں۔ آپ نے کروانا ہے soverign ادارہ تو آپ ہیں ناں۔

سید فصیح اقبال: آپ کے بھی فرائض ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دو چار کمرے آپ لیں اور میرے خیال میں سی ڈی اے سے کہیں کہ دو چار کمرے دیں جس میں.....

جناب چیئرمین: نہیں آپ مجھے بتائیں ناں کہ کون سے کمرے تو پھر اس کے پیچھے لگیں۔

سید فصیح اقبال: ماشاءاللہ وزرا کی تعداد اتنی ہے تو کیسے کریں۔

جناب چیئرمین: سہراب خان کھوسو صاحب۔

جناب سہراب خان کھوسو: جناب چیئرمین صاحب! میں بھی سفارش کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے لیڈر کو کمرہ دیا جائے اور خوش قسمتی سے وہ ٹیکنوکریٹ بھی ہیں۔ ٹکنوکریٹس کو تو کمرے مل جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: صحیح بات ہے آپ کی۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب! آپ نے پوچھا تھا میں نے کہا فصیح صاحب ایثار کریں اپنا کمرہ دے دیں۔ اس کے ساتھ جو لاونج ہے اس کو ہم استعمال کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی جماعتوں کے لیڈران ہیں ان کے لئے کافی ہو گا۔ دس ہیں تو دس کے لئے کافی ہو گا اگر وہ ایثار کریں۔ ویسے بھی وہ ہوتی صاحب کا کمرہ استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایسی مناسب جگہ جو کہ ان کے status کے مطابق ہو وہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو دیں۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جلدی ہو جائے گا۔ جی جناب لاء منسٹر صاحب۔

چوہدری عبدالغفور: جناب میں عرض کروں گا جہاں تک لیڈر آف دی اپوزیشن کا تعلق ہے جو جناب نے پہلے declare کر دیا ہے وہ ہے اور اس بارے میں صحیح فرمادیا ہے کہ کمرے کی حد تک ان کو.....

جناب چیئرمین: کمرہ بھی اور سٹینو کی facility بھی جو ہے۔

چوہدری عبدالغفور: جو رولز کے مطابق sanctioned ہیں میں صرف محترم سنیٹر طارق صاحب سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کا استدلال کہ پنجاب اسمبلی میں کیا کچھ دیا گیا ہے اس کا اطلاق اس لئے یہاں نہیں ہوتا کہ وہ ہماری جب آئی جے آئی کی گورنمنٹ تھی اس وقت ترمیم کر کے اپوزیشن لیڈر کو جو پیپلز پارٹی کا نامزد ہے اس کو سہولتیں فراہم کیں۔ ہم یہاں نیشنل اسمبلی میں بھی اور سینیٹ میں بھی انہیں رولز آف پریولیج کے تحت چل رہے ہیں جو پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو دیئے تھے اور ہم جب اپوزیشن میں تھے اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھی یہی facilities ملتی تھیں جو اب ملتی ہیں۔ اس میں مزید اگر ترمیم کی ضرورت ہے تو کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ کہنا کہ چونکہ جناب یہ کار اور یہ ٹیلیفون یہ تو پہلے ہی اس میں ہے ہی نہیں۔ اس لئے جو sanctioned ہیں اس کے مطابق جناب نے صحیح فرمایا۔

جناب چیئرمین: میں یہی کہہ رہا ہوں ناں کہ جہاں تک مزید سہولتیں ہیں جو قانون آپ بتائیں گے اس کے مطابق ہو گا۔ لیکن جو ہیں وہ ذمہ داری سینٹ کی ہے کہ وہ دی جائیں اور اس میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو ان کے status کے مطابق جگہ ہو وہ ڈھونڈ کے کوئی بنا کے کیونکہ دقت جگہ کی ہے۔ لیکن ہم کریں گے۔

چوہدری عبدالغفور: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آج جن چیزوں کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ جب لوگ گورنمنٹ میں ہوتے ہیں اس وقت ان کو محسوس کرنا چاہیئے کہ یہ privileges ملنے چاہئیں۔ یہ پہلے ہو سکتا تھا اور یہ ہم نے خود initiative لے کر پچھلے وقت میں جب پیپلز پارٹی اپوزیشن میں تھی پنجاب میں تو ہم نے ان کے privileges اور مراعات بڑھائے۔ لیکن یہ قطعاً نہیں ہو سکا۔ اب اگر اس قسم کی move ہے تو ہم اس کو welcome کریں گے اور اس کو کریں۔ لیکن جو sanctioned ہیں وہ دی جانی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: جی بالکل صحیح ہے۔ نہیں ہم اس پر work کر رہے ہیں۔ جی یحیٰ بختیار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Mr. Chairman, Sir, very embarrassing to speak on the subject but I don't relate to the Minister Parliamentary Affairs pointing out what happened, what happened in the Provinces and in the Punjab, this is no logic. Last year we did in Punjab but there we can not do it.

جناب چیئرمین: یہ تو آپ نے کرنا ہے ناں، یہ تو قانون آپ لوگوں نے بنانا ہے۔

جناب یحیٰ بختیار: میں نے تو قانون کیا بنانا ہے۔ قانون یہ بناتے ہیں۔ میں تو جو بھی بل لاتا ہوں reject ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: اس معاملے میں میرے خیال میں گورنمنٹ والے اور اپوزیشن والے they should be in touch and make laws for the betterment and consolidation of the process.

Mr. Yahya Bakhtiar : The point is very simple, there is no idea to make a law to provide for every thing.

جناب چیئرمین: یہ جو لیڈر آف دی اپوزیشن کی مراعات ہیں اس کے لئے تو قانون ہے۔ جو facilities ہیں وہ ہیں۔ اس کے علاوہ مزید.....

جناب یحیٰ بختیار: وہ بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں گاڑی کا تو نہیں ہے ناں۔

Mr. Yahya Bakhtiar : If you see you will find, please read Section 14(a) of the Act. It says "that government can give any further concession."

جناب چیئرمین: وہ تو ایک executive ہے۔ پھر اس پر اعتراض ہو گا جی ہی چپکے سے دے دیا۔

Mr. Yahya Bakhtiar : One of the Ministers says this that is not possible and another Minister told, it is possible.

Mr. Chairman : I don't know but what I am saying is کہ اگر executive order سے کیا تو پھر کل اعتراض آئے گا کہ جی انہوں نے executive order سے کر دیا ہے why not bring it to the House and make a law on it تا کہ کسی کی discretion نہ رہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : There are laws in which they say the Opposition Leader will have such benefits, privileges etc. as the government may determine.....

جناب چیئرمین: یہ تو غلط ہے ناں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب یحییٰ بختیار: کیوں نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: اس لئے کہ پھر ایک حکومت آئے گی کہے گی میں یہ دیتا ہوں دوسری آئے گی تو کہے کہ نہیں دیں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: اگر سپریم کورٹ کا جج بھی کہتا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں دیکھیں ناں یہاں پر ایک سیاسی چیز ہے کہ government may be accused of.....

Mr. Yahya Bakhtiar : I don't know whether you are government or you are the.....

جناب چیئرمین: No, no, I am just saying کہ اگر گورنمنٹ کے اختیار میں رکھیں گے تو کل ایک گورنمنٹ آئے گی وہ کہے گی کہ میں دیتی ہوں اور دوسری آئے گی اور کہے گی میں نہیں دیتی ہوں تو پھر کیا ہوگا۔

جناب یحییٰ بختیار: فی الحال رکھا ہوا ہے ناں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پنجاب میں رکھا ہوا ہے، یہاں کیوں نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: نہیں my own advice would be کہ اس کے لئے قانون بنایا جائے تا کہ ہر لیڈر آف دی اپوزیشن کو وہی مراعات ملیں regardless of which government is in power.

Mr. Yahya Bakhtiar : Let them make an Ordinance.

ایک معزز رکن: ہمیں کوئی کمرہ ہی مل جائے تو۔

جناب چیئرمین: نہیں اس کے لئے تو میری ذمہ داری ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: ہمیں وہ نہیں دے سکتے۔ ہم نے تو آپ کو کمرہ دیا ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: کمرہ تو ہم نے دیا ہے۔ لیکن وہ کمرہ ایسا ہے جو ٹھیک نہیں ہے اور یحییٰ بختیار صاحب کہتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ نے نائب قاصد کا کمرہ مہربانی کر کے میرے حوالے کیا تھا۔ وہ جا کے دیکھ لیجئے۔

جناب چیئرمین: بہر حال میرے لئے نائب قاصد بھی قابل احترام ہے۔ لیکن یہ ہے کہ آپ کو پسند نہیں ہے تو We are trying to give you some other accommodation. لیکن as far as I am concerned Naib Qasid is also respectable for me. I respect the Naib Qasid.

جناب یحییٰ بختیار: اسی لئے آپ نے لیڈر آف دی ہاؤس کو وہی status دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میری نظروں میں نائب قاصد کی بھی بہت بڑی پوزیشن ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: اسی لئے آپ کو وہ جگہ نہیں ملی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔

ADJOURNMENT MOTION

Now we come to adjournment motions. Janab Iqbal Haider Sahib, Adjournment Motion No. 21.

Syed Iqbal Haider : May I make a request that instead of No. 21 the more important adjournment motion.....

Mr. Chairman : So, you want to drop this.

Syed Iqbal Haider : No Sir.

Mr. Chairman : Then please take it up, we can not just jump from one to the other.

(i) *Re:* ROOF OF THE INTERNATIONAL GATEWAY EXCHANGE LAHORE

Syed Iqbal Haider : Right Sir. I hereby give notice of my intention to move that the business of the Senate may please be adjourned to discuss a matter of general public importance namely:-

It is reported in daily 'Jang' Lahore dated 10th March 1992 that the roof of the International Gateway Exchange Lahore has fallen down due to the defective construction and the services of the Telecommunication remained suspended for ten hours. It is also reported that the roof of the building was declared dangerous but no attention was paid by the department concerned. It is a matter of concern for general public and needs immediate discussion in this House.

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider : Sir, the Minister concerned is not here.

جناب چوہدری عبدالغفور: اس کو pending کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جس وقت وزیر صاحب نہ ہوں تو انہیں چاہیئے کہ Law Ministry کو inform کریں یہ کوئی ایسے مشکل and these are simple matters نہیں ہوتے کہ Law Minister صاحب یا پارلیمنٹری منسٹر صاحب اس کو deal نہیں کر سکتے۔ the only thing is کہ in time آپ کو اطلاع ہونی چاہیئے۔

So, I think there needs to be some organizational discipline in the government benches.

چوہدری عبدالغفور: جناب ان کی اطلاع آپ کو آئی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں اطلاع تو آئی ہے۔ لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایسے مسئلے نہیں کہ جن کو خواہ مخواہ ڈیفر کیا جائے۔ یہ چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ This is not

something very complicated, I think there needs to be some coordination. جو معاملے ہو سکیں لیکن جو ایسے complicated کہ نہیں ہو سکتے اس کے لئے تو ٹھیک ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب میں اس لئے گزارش کر رہا تھا کہ نمبر ۷۶ عبدالستار ایدھی صاحب کے بارے میں ہے۔

Mr. Chairman : No, I am sorry, please I can not jump over. Next No. 39, Dr. Rehan Sahib. Dr. Rehan is absent, so this is dropped, Next No. 48, Syed Iqbal Haider.

(ii) *Re:* AWARD OF A FRIEGHTMENT CONTRACT BY PNSC TO M/S AL-INSHARIA BULK CARRIER

Syed Iqbal Haider : Sir, I humbly request that ordinary business of the House may please be adjourned to consider the following adjournment motion of public interest and urgent nature.

It is reported in the weekly 'Friday Times' of April 2nd to April 8, 1992 that loss of millions of dollars has been caused to the Pakistan Steel Mills and the Government of Pakistan as a result of flagrant breach of the multi million dollar affreightment contract awarded by Pakistan national Shipping Corporation (PNSC) to M/S Al-Insharia Bulk Carrier a company owned and controlled by an Indian national named Mr. Zahid Vohra for transportation of iron from Brazil, India, Venezualla and Mauritanisa. It is also shocking that quotation of the company of the said Indian national was much higher than other bidders. Despite this open favouritism by the Government, he has defaulted in the performance of his obligations under the contract and the greater irony is that it is not the first time that the default has been committed by M/S M.M. Marine, the brokers of the carriers named above were black listed by the government only in October, 1991, because of the default by their principal carriers M/s Bulk Nova under the contract awarded to them for carriage of fertilizer from Tampa. One month later the same broker was again pre-qualified to represent M/s Al-Insharia a company recently incorporated by the said Indian national in Liberia.

The entire transaction smacks of blatant corruption, favouritism and violation of laws, rules and procedure.

جناب چیئرمین: اس کا جواب کون دے رہا ہے۔

سید اقبال حیدر: وزیر مواصلات نے جواب دینا تھا لیکن وہ نہیں ہیں۔

Mr. Chairman : I think the Minister had informed me that.....

Prof. Khurshid Ahmad : We should take it up when he would come.

Mr. Chairman : Right, we will take it up when he comes, he had informed me but what I am saying is that these are matters which can be taken up if the Ministry is informed in time.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Quite right.

Mr. Chairman : So we will take it up when the Minister comes. Next is in the name of Mir Abdul Jabbar regarding complaints against PTC. It also relates to Ministry of Communications.

میر عبدالجبار: جناب میں آپ کی اجازت سے پڑھ دیتا ہوں پھر آپ defer فرما دیں۔

جناب چیئرمین: پڑھ دیں۔

(iii) *RE :* ALLEGED COMPLAINT AGAINST THE TELEPHONE DEPARTMENT

میر عبدالجبار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر ایک نہایت ہی اہم عوامی نوعیت کے حالیہ مسئلے کو زیر بحث لایا جائے مسئلہ یوں ہے کہ کوئٹہ شہر میں جب سے Digital Telephone Exchange شروع ہوا ہے کوئٹہ کے تقریباً ۴۰ فیصد ٹیلیفون خراب رہتے ہیں ان میں سے بہت سے ٹیلیفون ایسے ہیں جو ہفتوں سے dead پڑے ہیں شکایات درج کرنے اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود انہیں درست نہیں کیا جاتا علاوہ ازیں Enquiry No. 17 کی گھنٹی مسلسل بجتی رہتی ہے اور اسے کوئی attend نہیں کرتا supervisor شکایات کے ٹیلیفون مسلسل اور متواتر engage رہتے

ہیں اس صورتحال کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کوئٹہ شہر میں پہلے دس ہزار ٹیلیفون تھے جو اب بڑھ کر ۳۵ ہزار ہو چکے ہیں اور line staff جو پہلے بہت ہی کم تھا اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا دوسرے جنرل مینجر اور محکمہ کے افسران کی باہمی چپقلش نے صورتحال کو مزید تشویشناک بنادیا ہے جس کی وجہ سے کوئٹہ کے شہر کے صارفین سخت پریشان اور مضطرب ہیں اس صورتحال کے پیش نظر کوئٹہ کے اخبارات میں آئے دن بیانات اور اداریے شائع ہو رہے ہیں کوئٹہ کے اخبارات میں شائع ہونے والے بیانات کے تراشے منسلک ہیں ان میں بلوچستان ٹائمز، کوئٹہ ۱۷ اپریل ۹۲ روزنامہ زمانہ 'کوئٹہ' ۱۸ اپریل ۱۹۹۲ء، 'مشرق' کوئٹہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۲ء، جنگ، کوئٹہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء، 'مشرق' کوئٹہ ۲۱ اپریل ۱۹۹۲ء ،اور پھر 'جنگ' کوئٹہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۲ء۔

Mr. Chairman : This will also be taken when the Minister concerned is present but ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ adjournment motions جب آپ move کرتے ہیں اس میں آپ بہت سارے comments کرتے ہیں مثلاً اقبال حیدر صاحب کا تھا کہ defamatory ہے corrupt ہے یہ ہے وہ ہے ان میں اس قسم کی language استعمال کرنی مناسب نہیں ہوتی in fact the rules says, "that it shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statement." You just present the case as such کہ جی یہ واقعہ ہوا ہے and this may be discussed کیوں کہ arguments تو بعد میں ہوتی ہیں تو adjournment motion move کرنے کے لئے آپ مہربانی کر کے جو Rule 75 ہے اس کی requirements کا خیال رکھیں۔

Next is of Faseih Iqbal, it also relates to the same Ministry.

(iv) HEAVY LOSS CAUSED BY THE WRONG POLICIES OF WAPDA

Syed Faseih Iqbal : No Sir, it relates to WAPDA. Sir, it is Adjournment Motion No. 72 Sir, I bet to move that the House do now adjourn to discuss the following matter :-

It has been reported in the daily "The News" dated 8th May, 1992 that WAPDA has to bear a heavy loss of millions of rupees due to wrong policies of a high official. A high official of Grid system construction Directorate awarded an illegal contract for the provision of lines in the cities of NWFP, Azad Kashmir and upper Divisions of the Punjab and transportation of the equipment used for the construction of Grid Stations. It has further reported that despite having a large number of trailers, cranes, trucks, pick-ups and other vehicles which are in good condition WAPDA has awarded a contract of Rs. 40 lakhs per month for the mobilisation of the equipments from the stores and despite awarding the contract the vehicles of WAPDA are being used for the purpose.

It is a matter of urgent public importance and of recent occurrence. It is, therefore, requested that the normal proceedings of the House be suspended to discuss the above matter.

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Jam Muhammad Yousuf : Opposed.

حافظ حسین احمد: جناب والا! میری تحریک التوا نمبر ۶۰ لے لیں۔

جناب چیئرمین: وہ بھی ٹیلیفون کے بارے میں ہے۔

حافظ حسین احمد: جناب آپ اجازت دیں میں پڑھ دوں اس کو کئی ماہ ہو گئے ہیں اب اگر وزیر صاحب نہیں آتے اور بیرون ملک دوروں پر ہیں.....

جناب چیئرمین: اصل میں وہ آج کراچی گئے ہوئے ہیں، بیرون ملک نہیں گئے۔

حافظ حسین احمد: جناب آپ اس کی تاریخ دیکھیں.....

جناب چیئرمین: آپ کا موقف درست ہے۔ آئندہ مجھے امید ہے کہ Ministry والے اس کا خیال کریں گے اگر منسٹر صاحب نہ بھی ہوں تو کم از کم دوسرے وزیر صاحب اس کو لے سکتے ہیں حافظ صاحب آپ پڑھ لیں۔

(v) *RE :* COMPLAINTS AGAINST THE TELEPHONE DEPARTMENT

حافظ حسین احمد: روزنامہ 'مشرق' کوئٹہ ۲۱ اپریل ۱۹۹۲، روزنامہ 'جنگ' کوئٹہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۲، روزنامہ 'زمانہ' کوئٹہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۲، 'مشرق' کوئٹہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۲،

'بلوچستان ٹائمز' وغیرہ کے مطابق کوئٹہ میں ٹیلیفون شہریوں کے لئے وبال جان بن چکا ہے سینکڑوں ٹیلیفون خراب پڑے ہوئے ہیں ان میں ریلوے سٹیشن، سول ہسپتال ڈائریکٹر تعلقات عامہ کے دفتر اور گھر کے نمبر مگر تحریری اور تقریری شکایات پر بھی عملدر آمد نہیں کیا جارہا اس کے علاوہ ٹیلیفون کے بل اور ان میں سے درج رقومات ہوشربا ہیں ان بلوں میں پاکستان انٹرنیشنل کوئٹہ، پی پی آئی کے بیورو چیف جناب سید اعظم علی کے ٹیلیفون بل بھی شامل ہیں۔ کوئٹہ شہر میں اکثر ٹیلیفون کئی ماہ سے خراب ہیں اور ۴۵ فیصد غلط نمبر ملتے ہیں۔ ٹیلیفون کا عملہ صرف یہی جواب دے رہا ہے کہ جناب ہم پر کافی load ہے۔ آپ اوپر بات کریں لیکن جناب کسی سے بات کس طرح کی جائے کیوں کہ فون تو ویسے ہی خراب رہتے ہیں یہ انتہائی اہم عوامی مسئلہ ہے اس لئے اس پر بحث کے لئے جاری کارروائی روک کر اجازت دی جائے.....

جناب چیئرمین: یہ بھی جب وزیر صاحب آئیں گے تو take up کر لیں گے۔ جی جناب کھوسو صاحب۔

میر سہراب خان کھوسو: جناب چیئرمین صاحب ایسا لگتا ہے کہ واپڈا پر جام صاحب کا کنٹرول تو ہے نہیں جب ban تھا اس وقت بھرتیاں کی گئیں تو میں نے یہاں وعدہ کیا اور جام صاحب وعدہ فرما چکے تھے اس بارے میں سینیٹرز کی کمیٹی.....

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے اس کو ہم مناسب وقت پر دیکھ لیں گے۔

سید فصیح اقبال: جناب بات یہ ہے کہ جب یہ خبر آئی تھی اس کے بعد جب تحقیقات ہوئیں اور پتہ یہ چلا کہ اس قسم کے معاملات میں واپڈا کے جتنے افسران ہیں میں نام اس لئے لینا نہیں چاہتا کیونکہ وہ یہاں defend نہیں کر سکتے۔ منسٹر صاحب ہیں یہ دھاندلیاں ایک عرصے سے چل رہی ہیں کیونکہ واپڈا کے پاس جو equipment ہے وہ جعلسازی کے طور پر انہیں contractors کو جن کو یہ کنٹریکٹ ایوارڈ کرتے ہیں وہ استعمال کرتے ہیں اور افسروں سے ملی بھگت کر کے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچاتے ہیں یہ صرف آزاد کشمیر اور

فرنٹیئر کی بات نہیں ہے یہ چونکہ ایک واقعہ ہوا تھا اور اخبار میں آیا تھا اس لئے اب تک واپڈا کی طرف سے کوئی تردید نہیں ہوئی۔ جہاں تک اس قسم کے ٹھیکوں کا تعلق ہے اس کے سلسلے میں گورنمنٹ کا قانون ہے۔ ٹھیکے دینے کے سلسلے میں اخبارات میں آتا ہے اس کے باقاعدہ ٹینڈر ہوتے ہیں اور وہ کھلتے ہیں ایسے بہت سے کیس آئے ہیں کہ واپڈا کے افسروں نے آپس میں negotiations لے کر انہی لوگوں کو جن پر default ہے اور حکومت کی مشینری غبن کرنے کا الزام ہے تو میں سمجھتا ہوں وزیر موصوف کو چاہیئے کہ اس کو appose نہ کریں اور کم از کم ایسے غلط لوگوں کو defend نہ کریں اگر ان کو غلط اطلاع دی گئی ہے تو بے شک دوبارہ ٹائم لے لیں لیکن اس قسم کی باتوں کا فوری نوٹس لیں یہ عوامی نوعیت کا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جام صاحب۔

جام محمد یوسف: جناب چیئرمین صاحب جس طرح adjournment motion میں سینیٹر صاحبان نے کہا۔ ۴۰ لاکھ روپے کا contract award ہوا حالانکہ contract award نہیں کیا گیا بلکہ equipment کے تحت وہ ایوارڈ دیئے گئے ہیں جس طرح adjournment motion میں matter relates to pick-ups and other vehicles ہیں اسی کنٹریکٹر کے حوالے کئے گئے یہ بھی کسی حد تک درست نہیں ہے کیونکہ کنٹریکٹر جو cover کرتا ہے وہاں bidder کو بلایا جاتا ہے اس میں bidders کو concerned department formalities سے چیک کیا جاتا ہے پھر اس کو examine کیا جاتا ہے پھر lowest کے حوالے کی جاتا ہے لیکن this contract did not relate to that particular grid station but the material and equipment جو ایوارڈ ہوا ہے وہ ۳۱ لاکھ روپے کا ہوا ہے جہاں تک فاٹا، نارتھ فرنٹیئر، سکھر اور فیصل آباد کے بارے میں کہا گیا ہے یہ کافی vast area ہے اس میں جو requirement of equipment ہیں ٹرک اور vehicles کی واپڈا والے کنٹریکٹرز کو رولز پہلے بتا دیتے ہیں حکومت کی طرف سے یا واپڈا کی طرف سے یہ چیزیں ایوارڈ دی جائیں گی equipment کی سہولتیں بلکہ وہ خود بھی تمام چیزیں مہیا کرے گا

اس کو look up کرنے کے لئے اور اگر سینیٹر صاحب کے پاس کوئی particular ایسا ہے فصیح صاحب کے پاس ایسی کوئی بھی illegal contract ہے تو میں probe کرنے کے لئے تیار ہوں اور کمیٹی فارم کرنے کے لئے۔

جناب چیئرمین: اگر کوئی specific ہے تو آپ بتادیں وہ کہتے ہیں کہ otherwise.....

سید فصیح اقبال: اچھا جناب عرض یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا mobilization کے لئے میں نے یہ نہیں لکھا ان مشینری کو سٹور سے mobilization کے لئے.....

جناب چیئرمین: بہر حال وہ کہہ رہے ہیں کہ انکوائری کرنے کو تیار ہیں کوئی specific چیز دیں۔

سید فصیح اقبال: ہاں اگر انکوائری کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی specific چیز دیں۔

سید فصیح اقبال: یہ specific ہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ specific نہیں ہے اس کو وہ deny کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

سید فصیح اقبال: اگر یہ deny کر رہے ہیں تو یہ آج ہاؤس میں کر رہے ہیں یا اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال آپ کے پاس کوئی specific information ہے آپ وزیر صاحب کو دے دیں وہ کہتے ہیں کہ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

Jam Muhammad Yousuf : Sir, the contract covered the transportation and the material, therefore, he should point out about the place of warehouse.

جناب چیئرمین: آپ اور information دے دیں اگر کوئی چیز ہو گی تو وہ دیکھ لیں گے۔ So, not pressed in the light of the statement of the honourable Minister.

جی گچکی صاحب ان پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب تین چار دن پہلے ایک adjournment motion تھا جو

admit بھی ہوا تھا اور پھر دوسرے دن agenda میں بھی آیا تھا وہ بنی گالہ والا.....

جناب چیئرمین: باقی agenda ختم ہو تو میں اس کو لے آؤں گا۔

جناب منظور احمد لچکی: وہ تو already.....

جناب چیئرمین: Sindh situation پر debate ہو رہا ہے آج وہ wind up ہو جائے تو اس کو کل لے آئیں گے۔ سندھ کا مسئلہ بھی ہے سارے مسئلے ہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں لیکن ایجنڈا دیکھ کر کریں گے۔ جناب اقبال حیدر صاحب نمبر ۷۶

(vi) *RE :* HARASSMENT CAUSED BY THE INCOME TAX AUTHORITIES TO MAULANA EDHI

Syed Iqbal Haider *:* I humbly request that ordinary business of the House may pleased be adjourned to consider the following adjournment motion relating to a recent incident of public importance:-

The daily 'Frontier Post' in its issue dated 21st April, 1992 has written an editorial rightly condemning the attitude of the Income Tax Authorities who have served the Income Tax Notices on famous philanthropist and a great human rights activist Moulana Abdul Sattar Edhi while he was collecting funds for the amelioration of the Burmese Muslims. The notice from the Income Tax authorities was prompted by the decision of Moulana Edhi to establish a foundation in his name for charitable purposes. It is reported that after receiving the notice from the Income Tax authorities Moulana Edhi has withdrawn his application for the registration of the said foundation.

This is a matter of shame and embarrassment for all citizens that persons like Moulana Edhi are being harassed by the Income Tax authorities in such a condemnable fashion.

The aforesaid adjournment motion raises a very important issue of urgent nature and public interest. It, therefore, deserve to be discussed in the House and admitted.

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Chaudhry Abdul Ghafoor : Opposed.

Mr. Chairman : Please tell this that if there is a law on it which is being implemented then how does it become an adjournment motion?

Syed Iqbal Haider : Sir, the issue is that he had just applied for registration of the foundation. Foundation of Sattar Edhi can only become liable to pay tax once it is registered. And No. 2, the funds in the name of that foundations are also deposited in any account and tax Mr. Chairman as you are well aware is payable at the end of the year and not at the beginning of the registration of the foundation. Under what law do you have the right to harass the citizens like this and on top of it persons like Sattar Edhi who are doing so much great service that even prestige in name of Pakistan has been elevated in the eyes of the world. The whole world recognizes his honesty and human services except the Income Tax Officer. So, how can you harass him, how can you say it that it is legal? Sir, it can not be stated as legal.

جناب چیئرمین: آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غیر قانونی ہے چونکہ ابھی فونڈیشن رجسٹرڈ نہیں ہوئی، دوسرا آپ کہتے ہیں کہ وہ بڑی ایک نامور ہستی ہیں اور ان کو اس طرح سے نوٹس دینے سے.....

سید اقبال حیدر: اس طرح سے hurras کر رہے ہیں۔

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, I must give some brief statement on this. In fact..... جو اس کا legal as pect ہے وہ تو یہ ہے۔ یہ واقعہ جو رپورٹ ہوا یہ ۸ مئی ۱۹۹۲ء کو ہوا اور ایڈیٹوریل ہے 21st of April of 1992 اور نوٹس جو ہمیں receive ہوا ہے ۱۲ر مئی کو ہوا ہے۔ اس طرح یہ ویسے بھی recent occurrence میں نہیں آتا ہے۔ اس بنا پر بھی یہ قابل اخراج ہے لیکن میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاکہ یہ جو emotional قسم کی statement دی گئی ہے اس کی وضاحت کر سکوں۔ جو واقعات ہیں میں وہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ یہ واقعہ جو ہے یہ اپریل کا ہے۔ اس کو رجسٹریشن اور باقی چیزوں کے بارے میں مشکلات پیش آئیں جب یہ بات گورنمنٹ

کے نوٹس میں آئی تو immediately the highest officers of the Central Board of of Revenue were directed to contact ایدھی صاحب اور انکی جو بھی difficulties تھیں، ان کو فوری طور پر حل کیا جائے یہ اپریل کا واقعہ ہے، بعد میں مئی میں رپورٹ ہوا، اخبار کے مطابق۔ یہ تمام چیزیں جو ہیں یہ institutions register جس طرح کہ کہا گیا ہے کہ رجسٹرڈ، کچھ ان کا provision ہوتا ہے کہ، ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے formality complete کرنا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی جو difficulties ایدھی صاحب کو ۱۸ اپریل ۱۹۹۲ء کو پیش آئیں ان کے مطابق کراچی کے آفیسرز کو direct کیا گیا، immediately انہوں نے contact کیا کہ آپ کو کیا difficulties ہیں اور board نے اس کے مطابق اسلام آباد سے directions issue کیں کہ فوری طور پر مل کر، ان کو جو تکالیف ہیں ان کو دور کیا جائے اور ان کو کوئی ایسا problem پیش نہیں ہونا چاہیئے And the Government is equally regarding him as the most esteemed and most honourable and most respected person in Pakistan. ہم کوئی اس بارے میں کوئی The Government stands in the way of his philanthropic work, Finance Minister, Sir, so much so, it is not only from the Members of the Central Board of Revenue herein Islamabad also in Karachi and the person not less then the Finance Minister himself talked to Edhi during the Budget Session بجٹ میں جب وہ اتنے busy تھے، انہوں نے personally بات کی ۲۰ مئی ۱۹۹۲ء کو اور ان سے کہا کہ اگر آپ کو اس بارے میں کوئی grievances ہیں تو آپ ہمیں بتائیں فوری طور پر حل کی جائیں گی That has been sorted out اور ان کو اب نہ تو کوئی grievence ہے اور نہ ہی کوئی ایسی دقت پیش آ رہی ہے۔ اخبار کا اپنا version ہے جس طرح ان کی مرضی ہوتی ہے لکھ دیتے ہیں نہ کوئی ایسی بات پیش ہوئی اور نہ ہے۔ اس لئے اس اخبار کے version کر بنا پر یہ کہنا کہ ہاؤس کے کاروبار کو suspend کیا جائے.....

جناب چیئرمین: آپ کا کہنا ہے کہ گورنمنٹ نے ان سے رابطہ کیا ان کی تمام جو difficulties ہیں وہ remove کر لی گئی ہیں۔

چوہدری عبدالغفور: جی وہ grievances sort out کر لی گئی ہیں۔ No grievances, Sir.

Mr. Chairman : So, in the light of the statement would you like to make any cemment?

چوہدری عبدالغفور: اور اگر آپ کے نوٹس میں ہیں تو ہم ان کو بھی دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: تو پھر ایسے کر لیں کہ اگر اب بھی ان کو کوئی مشکلات ہیں تو ان سے دوبارہ رابطہ قائم کر لیں۔ If there is any, we will take it up again.

سید اقبال حیدر: جناب والا! ایسے نہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ ایک جو انہوں نے ان پڑ گناہ در گناہ ظلم کیا ہے وہ یہ کیا ہے.....

جناب چیئرمین: وہ آپ ایسے کریں نا.....

سید اقبال حیدر: میں چیئرمین صاحب، آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جب یہ last financial budget ختم ہوا اس میں انہوں نے تمام اداروں کی مراعات اور tax exemptions جو تھیں، وہ withdraw کی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس میں نہ جائیں ناں،

سید اقبال حیدر: مجھے ایک جملہ کہنے دیں.....اس میں انہوں نے بارہ فونڈیشن کو ٹیکس سے exempt کیا ہے اور ستار ایدھی جو ہیں یہ exemption کی لسٹ میں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس طرح کریں کہ ان سے رابطہ کر لیں اور اگر اب بھی ان کی grievance ہے تو we will take it up again. ابھی اس کو defer کرتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider : In the meantime it will remain pending.

Mr. Chairman : Yes, it will remain pending.

چوہدری عبدالغفور: بجٹ میں کوئی نئے measures adopt کئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہی ناں، وہ دیکھ لیتے ہیں۔ We will take it up.

چوہدری عبدالغفور: وہ تو کئے گئے ہیں لیکن اگر اس واقعہ کے بارے میں ان کو کوئی شکایت ہے تو دیکھ لیتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, it will remain pending.

Mr. Chairman : I twill remain pending.

FURTHER DISCUSSION ON SINDH SITUATION

Minister for Interior to wind up the debate on the Sindh situation

حافظ حسین احمد: جناب والا۔

جناب چیئرمین: جی، جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: مجھے سندھ کی صورت حال پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، آج بحث نہیں ہو سکتی ہے میں نے کل آپ کو کہا تھا۔

حافظ حسین احمد: جی، آج موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں، آج نہیں بحث ہو سکتی ہے sorry حافظ صاحب، میں نے کل آپ سے خاص request کی تھی۔ اب میں بار بار اس کو prolong نہیں کر سکتا آج چھٹا دن ہے بلکہ ساتواں دن ہے۔

حافظ حسین احمد: جناب والا، یہ تو سراسر میرے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے معذرت کر لی ہے، یہ سب کچھ میں ہاؤس کی خاطر کر رہا ہوں۔

حافظ حسین احمد: جناب والا! یہاں لوگ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ تک بولتے رہے ہیں اور آپ مجھے موقع نہیں دے رہے ہیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے، میں کچھ ضرور بولنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب، مجھے معذرت کرنا ہے، آپ کو موقع دیا گیا، نام بلایا گیا۔

حافظ حسین احمد: نہیں جی، مجھے آپ نے موقع نہیں دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آج میں اس بحث کو wind up کر رہا ہوں اس لئے میں آپ سے معذرت کروں گا۔

حافظ حسین احمد: ڈپٹی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پہلے میں نے ان کے پاس نام لکھوایا تھا، انہوں نے نام نہیں لکھا۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے معذرت کروں گا ایوان کے وقت کی خاطر۔

حافظ حسین احمد: میں جناب سخت احتجاج کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پھر آپ کو موقع مل جائے گا۔

حافظ حسین احمد: پھر کیا موقع ملے گا۔ ہماری یہاں ایک پارٹی کی نمائندگی ہے۔

جناب چیئرمین: میں اب اس میں کیا کر سکتا ہوں۔ پرسوں تین بجے تک ہم نے ہاؤس کو چلایا ہے۔

حافظ حسین احمد: وہ تو صحیح ہے لیکن ہم نے ڈپٹی سیکرٹیری صاحب کو نام لکھوایا تھا، ڈپٹی چیئرپرسن کے کمرے میں۔

جناب چیئرمین: آپ کا نام تھا اور بولا گیا تھا۔

حافظ حسین احمد: نہیں، وہاں پر انہوں نے درج نہیں کیا تھا اس کے بعد یہاں پر لکھوایا تھا۔

جناب چیئرمین: میں نے نام بولا ہے، بہر حال آج میں معذرت کروں گا۔

حافظ حسین احمد: میں آپ سے احتجاج کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ مجھے کچھ بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: میں معذرت کرتا ہوں اب اسے wind up ہونے دیں بہت سارا ایجنڈا ہے اسے بھی ختم کرتا ہے۔

حافظ حسین احمد: جی ایجنڈا کیا ہے..... سندھ کا مسئلہ ہے، ملک کی سالمیت کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: اگر ہم ہر ممبر کی مرضی کے مطابق time fix کریں تو کام نہیں چلے گا۔

حافظ حسین احمد: جناب آپ ہمیں بولنے نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے تعاون کی درخواست کروں گا۔ اس طرح ایوان کا کام نہیں چلے گا۔

حافظ حسین احمد: جناب، میں صرف دس منٹ بولوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ اب میں وقت نہیں دے سکتا ہوں۔

حافظ حسین احمد: میں دس منٹ بولوں گا۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے معذرت کروں گا، اگر اس طرح ہوا تو پھر ایوان کا کام نہیں چل سکے گا۔

حافظ حسین احمد: جناب، میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر لوگ ایک ایک گھنٹہ بولتے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بحر حال بولتے رہے ہوں گے۔ لیکن اس دفعہ ہم نے کوشش کی ہے.....

حافظ حسین احمد: جناب، پانچ منٹ ہمیں دے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں معذرت کروں گا۔

حافظ حسین احمد: میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں معذرت کروں گا۔

حافظ حسین احمد: جناب، یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر دس دس منٹ اور بیس بیس منٹ ضائع کئے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، حافظ صاحب، آپ تشریف رکھیں، میں معذرت چاہتا ہوں۔

حافظ حسین احمد: جناب، میں گزارش کرتا ہوں اگر آپ اس طرح کریں گے تو پھر ہم بھی مجبور ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جناب، میں آپ سے معذرت کر رہا ہوں کہ اب میں وقت نہیں دے سکتا۔

حافظ حسین احمد: میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے پانچ منٹ دیجیئے۔

جناب چیئرمین: میں اگر پانچ منٹ دے سکتا تو دے دیتا۔ اور پانچ منٹ آپ نے پہلے ہی ضائع کر دیئے ہیں۔

حافظ حسین احمد: جی، ضائع ہو گئے ہیں شاید کچھ اور بھی ضائع ہو جائے۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے معذرت کروں گا، میں آپ سے درخواست کروں گا..... کہ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

حافظ حسین احمد: جناب، میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور واک اوٹ کرتا ہوں کہ اس ایوان میں آپ ہمیں بولنے ہی نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے معذرت کروں گا۔

حافظ حسین احمد: جناب میں واک آؤٹ کروں گا، میں واک آؤٹ کرتا ہوں اگر ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا ہماری جو نمائندگی ہے اس پر آپ پابندی لگانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے سخت معذرت کرتا ہوں۔

(اس موقع پر حافظ حسین احمد صاحب ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید احسان شاہ: جناب والا!

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب، آپ کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ میں آپ سے بھی معذرت کروں گا۔

سید احسان شاہ: جناب والا! میں نے بھی اپنا نام لکھوایا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ کا نام بھی بولا گیا تھا، آپ نہیں تھے، اس لئے آپ سے بھی معذرت کروں گا۔

سید احسان شاہ: جناب پانچ پانچ منٹ تو آپ دیں ناں۔

جناب چیئرمین: آپ وقت مقرر تھا صرف وزیر صاحب کی winding up تقریر کے لئے۔ میں آپ سے معذرت کروں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ کوئی ایسا نظام بنائیں کہ وقت بھی بچ جائے اور جب آپ لوگوں کے نام بولے جائیں آپ بھی حاضر ہوں تو پھر شاید کوئی کام چل سکے۔

سید احسان شاہ: مجھے افسوس تو ہے لیکن کیا کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب وزیر داخلہ صاحب۔ گچکی صاحب، آپ حافظ صاحب کو منائیں اگر ہر ایک کو اس طرح وقت دیا تو پھر کام نہیں چلے گا۔ رولز کے مطابق ہی کام چل سکتا ہے۔ جتوئی صاحب، آپ بھی کوشش کریں کہ حافظ صاحب واپس آ جائیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ واحد debate تھی جو اس ہاؤس میں شروع کی گئی جس کو تمام ممبران نے، جن میں لیڈر آف دی اپوزیشن بھی شامل ہیں، سراہا اور کہا کہ یہ جو ایکشن ہے یہ ضرور ہونا چاہئیے تھا۔ اس دوران انہوں نے کچھ خاص چیزوں کی وضاحت کی جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔ چند ایک ممبران کو چھوڑ کر باقی تمام ممبران نے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ ایکشن بڑا ضروری تھا اس کو ضرور ہونا چاہئیے تھا لیکن انہوں نے جن چیزوں کی طرف نشاندہی کی ہے، میں صرف انہی کا ہی جواب دوں گا بعض ہمارے بزرگوں اور حضرات نے مخالفت برائے مخالفت کو سامنے رکھتے ہوئے باتیں کیں ذاتی حملے کئے، ذاتیات کے اوپر آئے، ان کو شاید آپ بھی مناسب نہ سمجھیں کہ میں جواب دوں لیکن میں عرض کروں گا کہ جب ممبران، عوام اور دیگر طبقوں

کی طرف سے ان چیزوں کی نشاندہی ہوئی تو وزیر اعظم صاحب نے فیصلہ کیا کہ اس پر نیشنل اسمبلی میں debate کرائی جائے جس پر نیشنل اسمبلی میں مکمل طور پر بحث ہوئی وہاں پر ممبر صاحبان ان تمام چیزوں کو سامنے لائے اور وہاں پر اتفاق رائے سے یہ طے ہوا کہ یہ ایکشن ضرور ہونا چاہئیے۔

جناب والا! جہاں تک سینیٹ کا تعلق ہے، اس وقت سینیٹ کا اجلاس نہیں ہو رہا تھا تاہم سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کا میری درخواست پر اجلاس ہوا جہاں ہم نے یہ تمام چیزیں سامنے رکھیں اور انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا کہ یہ ایکشن جو ہے یہ ضرور ہونا چاہئیے چنانچہ provincial government کی request کے اوپر حکومت نے ۱۴۷ کے تحت یہ اختیارات فوج کو دیئے اور وہاں پر فوج تعینات کی۔ اور اس سے پہلے سول آرمڈ فورسز تعینات تھیں جن کی تعداد ۱۸ ہزار کے قریب تھی جو کام کر رہی تھی ان کی مدد کے لئے، لیکن یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو موجودہ set up ہے اس کو کسی طریقے سے disturb نہ کیا جائے چنانچہ provincial operation committee بنادی گئی اور چند منسٹر کو اس کا سربراہ بنایا گیا اور اس کے دائرہ کار میں ۵ کور کمانڈر اور آئی جی، اور ہر مشورہ وہ بیٹھ کر کر لیتے ہیں جہاں بھی raid کرنا ہے یا ایکشن لینا ہے تو وہ ان کے مشورے سے کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب بہت بہت شکریہ۔

چوہدری شجاعت حسین: ان تمام چیزوں کی ان کو گائیڈ لائنز دے دی گئیں ہیں تاکہ ان کے اندر رہ کر وہ کام کریں میں ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتا جو باتیں اخبارات میں آچکی ہیں لیکن ایک نکتہ کی طرف جو گائیڈ لائن دی گئی اس کو میں دہراؤں گا وہ یہ تھی کہ یہ کارروائی صرف اور صرف تخریب کاروں، ملک دشمن عناصر، ڈاکوؤں اور سماج دشمن عناصر کے خلاف کی جائے گی۔ یہ صاف طریقے سے باقاعدہ گائیڈ لائن میں نوٹ کیا گیا ہے کہ کسی سیاسی پارٹی کے رکن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اس بنا کے اوپر کہ وہ سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں پر ہمارے چند دوستوں نے الزام لگایا ہے کہ یہ کارروائی

صرف M.Q.M. خلاف کی جارہی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ M.Q.M. کے خلاف کی جانی ہوتی یا کسی پارٹی کے خلاف کی جانی ہوتی تو اس حکومت کے سامنے ایک واضح پارٹی پیپلز پارٹی ہے تو یہ ان کے خلاف بھی کی جانی تھی اگر حکومت کا اس طرح کا کوئی ارادہ ہوتا لیکن پہلے دن سے ہی یہ فیصلہ کیا گیا یہ کسی پارٹی کے کارکن کے خلاف نہیں ہوگا اور میں یہ کہوں گا جناب والا! کہ اسی طریقے اور سپرٹ کے تحت یہ کارروائی اس وقت تک ہو رہی ہے۔

سب ممبروں کے نکات کا جواب دیا جا سکتا ہے لیکن بیشتر نے ایک جیسے نکات بیان کئے ہیں۔ لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن کی باتوں کا جواب ضرور دوں گا چونکہ انہوں نے اس آپریشن کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ ان کے دور حکومت میں بھی حالات بہت خراب تھے اور اس وقت بھی وہ چاہتے تھے کہ اس طرح کا ایکشن ہونا چاہیئے۔ اس وقت یہ اٹارنی جنرل تھے انہوں نے یہ تجویز کیا تھا کہ ۲۴۵ کے تحت فوج کو اختیارات دیئے جائیں۔ جو اختیارات اس وقت فوج کے پاس ہیں اس سے بہت زیادہ اختیارات وہ فوج کو دینے پر رضامند تھے لیکن اس وقت کی حکومت کے سربراہ نے اس سے انکار کیا انہوں نے صرف اس لئے انکار کیا کہ یہ نہ ہو کہ جب فوج کے پاس اختیار چلے جائیں گے تو ان کے اپنی پارٹی کے لوگ جو ان کاموں میں ملوث ہیں اور ان کی یک ذیلی تنظیم الذوالفقار ہے اس کے لوگ پکڑے جائیں تو چنانچہ تمام پلان منسوخ کر دیا گیا۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا میں اس کا ثبوت مہیا کر سکتا ہوں یہ تمام چیزیں فائلوں میں موجود ہیں کہ اٹارنی جنرل نے اس وقت کہا تھا کہ یہ ایکشن ہونا چاہیئے اور ۲۴۵ کے تحت اختیارات فوج کو دینے چاہئیں اس کے ساتھ انہوں نے ایک اور چیز کی وضاحت کی اور کہا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی بیانات دیئے ہیں کہ صدر نہیں مانتے تھے کہ ۱۴۷ کے تحت فوج کو اختیار دیئے جائیں۔ تو جناب والا! آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ صدر کہیں بھی ۱۴۷ کے تحت نہیں آتا یہ حکومت کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ اس کے تحت directive جاری کرے صدر کے پاس کوئی اختیارات نہیں کہ وہ

۱۴۷ کے تحت کہیں ملوث ہوں۔ لیکن ہاؤس میں اور ہاؤس کے باہر بھی بار بار اس چیز کو دہرا یا جارہا ہے ہم اس وقت چاہتے تھے لیکن صدر نہیں دینا چاہتے تھے۔ تو اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بالکل غلط بیانی سے کام لیا جارہا ہے۔

چند ایک ممبران سندھ سے تعلق رکھنے والوں نے کہا ہے کہ وہاں پر احساس محرومی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ پنجابی وزیر اعظم ہے اس لئے وہاں پہ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے تو جناب والا! میں ریکارڈ کی بات کہوں گا کہ جب سے یہ سسٹم چلا ہے آج تک حساب نکال کر دیکھ لیں کہ اسی وزیر اعظم کے دور میں سب سے زیادہ ترقیاتی فنڈز سندھ کو دیئے گئے جبکہ اس سے پہلے کسی وزیر اعظم نے ایسا نہیں کیا۔

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, Sir, I am sorry for interruption but you will kindly recall that at the beginning I had said that I would like to know under what terms and conditions Article 147 has been invogued and what requirement was made by the honourable Chief Minister. So, I will request the Interior Minister to kindly enlighten on this.

Mr. Chairman : I think, the Minister for Interior is conscious of that.

کہ آپ نے یہ بات کہی تھی۔

چوہدری شجاعت حسین: میں سمجھتا نہیں کہ کیا کہا ہے؟

جناب چیئرمین: یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے کہا تھا کہ کن حالات کے تحت صوبائی حکومت نے centre سے کہا تھا کہ آپ ہمارے امن وامان کے اختیارات سنبھال لیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! میں یحییٰ بختیار صاحب کا حوالہ دے رہا تھا کیوں کہ انہوں نے.....

جناب چیئرمین: نہیں جب یہ debate شروع ہوا تھا ناں تو عبداللہ شاہ صاحب نے نکتہ اٹھایا تھا کہ یہ جو کارروائی ہو رہی ہے صوبائی حکومت کی درخواست پر ہو رہی ہے اور ۱۴۷ میں لکھا ہوا ہے کہ صوبائی حکومت جب centre سے درخواست کرتی ہے کہ آپ لاء

اینڈ آرڈر یا کوئی اور ذمہ داری سنبھال لیں تو وہ پھر صوبائی حکومت condition impose کرتی ہے یا نہیں کرتی تو اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر کہنا چاہیں تو بے شک کہہ دیں۔

Syed Abdullah Shah : Sir, the notification that they have issued what jobs have been assigned to the Army?

چوہدری شجاعت حسین: جناب اس سلسلے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صوبائی حکومت نے باقاعدہ لکھ کر وفاقی حکومت سے درخواست کی تھی انہوں نے اس میں بہت سی وجوہات لکھی تھیں اگر آپ کہیں گے تو میں لیٹر لے کر آؤں گا۔

جناب چیئرمین: وہ ان کو دکھا دیں۔

چوہدری شجاعت حسین: ان کو میں بعد میں دکھا دوں گا لیکن اس میں بہت سی وجوہات انہوں نے لکھی تھیں انہوں نے پولیس کی نفری کم ہونا لکھا ہے اور کئی چیزوں کی وجوہات لکھی تھیں کہ یہ، یہ وجوہات ہیں جو ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے اس لئے ہم آپ سے request کر رہے ہیں کہ آرمی کو ۱۴۷ کے تحت وہ اختیارات دیں۔ وہ لکھ کر جناب والا! انہوں نے بھیجا تھا جس کا ثبوت میں انہیں دکھا دوں گا۔

ایک چیز کو ہمارے بہت سے ممبران اپنی تقاریر میں سامنے لائے کہ سینٹ نے ایک رپورٹ تیار کی تھی ۱۹۸۹ء میں، جب پیپلز پارٹی کا دور تھا جو واقعی ایک جامع رپورٹ تھی اور ایک سپیشل کمیٹی نے یہ رپورٹ تیار کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ اس رپورٹ کو لاگو نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس کو لاگو کرنے سے شاید ان کو کوئی نقصان ہو۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا اور آپ سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ اب تو سٹینڈنگ کمیٹی کی کمپوزیشن بدل چکی ہے لیکن ایک اور سپیشل کمیٹی تشکیل دے کر اس رپورٹ کو موجودہ حالات کے سامنے رکھتے ہوئے اگر ایک جامع قسم کی رپورٹ تیار کرے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس کی روشنی میں عمل کرانے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: لیکن اس وقت ایسی سفارشات ہیں جن کو تفصیل سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب کو دوبارہ شاہ صاحب نے بھی remind کرایا وہ کہہ رہے ہیں کہ reasons ہیں اس کی application ہے ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی چیف منسٹر کے پاس powers ہوتی ہیں وہ اسمبلی کے پاس ہوتی ہیں تو اسمبلی کی کون سی power surrender کی گئی ہیں جس کے اوپر انہوں نے اپنے آفیسرز appoint کئے ہیں اس میں ایجنسی ہے اس میں فوج کا ذکر نہیں ہے ,147 148, 149 is very clear اس میں کون سی power surrender کی گئی ہیں فیڈرل گورنمنٹ کو۔

(مداخلت)

چوہدری شجاعت حسین: انہوں نے کوئی power surrender نہیں کیں انہوں نے اپنی مدد کے لئے ہمیں کہا ہے کہ فوج کی خدمات چاہیئے مدد کے لئے اور وہ اس آپریشنل کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ اور انہی کی سربراہی میں یہ تمام کام ہو رہا ہے۔ اس لئے کوئی ایسے اختیارات surrender نہیں کئے ہیں۔

(مداخلت)

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! میں ان کو وہ لیٹر دکھادوں گا پھر ان کی تسلی ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: آپ ان کو لیٹر دکھادیں جی۔

چوہدری شجاعت حسین: میں آپ کو لیٹر دکھادوں گا تو تسلی ہو جائے گی اگر نہ ہوئی تو پھر تحریک التواء، تحریک استحقاق لے آئیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب والا! اگر اعجاز جتوئی صاحب مناسب سمجھیں اور آپ نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی تھی جناب والا! اعجاز جتوئی صاحب نے جس چیز کی طرف حوالہ دیا اس میں خاص

طور پر جس چیز کی انہوں نے نشاندہی کی، انہوں نے کہا کہ ان تمام چیزوں کی ذمہ داری وزیر اعظم پر آتی ہے اور جام صاحب پر آتی ہے اور جام صاحب کی حکومت کے دوران ہی یہ تمام چیزیں ہوئی تھیں۔ کیا جام صاحب کی حکومت کے دوران torture cell نہیں بنے تھے۔ یہ تمام چیزیں انہوں نے اپنی تقریر میں وضاحت کے ساتھ کہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب میں نے پانچ نام لئے تھے۔ اور آج بھی کہتا ہوں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! لیکن میں ایک نام کی بات کر لیتا ہوں۔ باقی بھی نام وہ جو سمجھتے ہیں باقی بھی ہیں۔ لیکن جو جام صاحب کا نام انہوں نے لیا تھا جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جتوئی صاحب کو کم از کم یہ چیز اس لئے زیب نہیں دیتی کہ اسی جام صاحب کی حکومت میں، جتنے عرصہ وہ وزارت اعلیٰ رہی ہے ان کے سگے بھائی اس حکومت میں ایک اہم عہدے پر تھے۔ اور وزیر تھے اور ایک اہم وزیر تھے اور فنانس کے وزیر تھے اور اس عہدے پر رہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اگر انہیں کوئی جام حکومت کے متعلق کوئی اعتراضات تھے تو پہلے بھی اتنے ہی ہونے چاہئیں تھے۔ اگر torture cell جام صاحب کی حکومت میں تھے تو ان کے بھائی جو وزارت پر بیٹھے ہوئے تھے اس وقت بھی تھے۔ یہ باتیں ان کو کرنی چاہئیں تھیں۔ جن کا اس کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہ ہو وہ کریں تو پھر ٹھیک ہے۔ لیکن جتوئی صاحب نے ان چیزوں کے اوپر جو نشاندہی کی ہے وہ شاید بھول گئے تھے کہ اس وقت کی حکومت میں وہ شامل تھے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! جام صاحب کی حکومت کا ایک دن بتائیں کہ جو میں نے اس فلور پر ان کی مخالفت نہ کی ہو۔ جام صاحب کی حکومت کا ایک دن بتائیں جو میں نے publicly اس کی حکومت نہ کی ہو۔ اگر بھائی کو وہاں جو انہوں نے منسٹری میں لیا ہے تو مجھ سے پوچھ کر لیا تھا۔ کیا کوئی بھائی کسی بھائی کے پاس accountability کے لئے خدا کے پاس جاتا ہے۔ کیا شہباز شریف، نواز شریف کی سزا کھائے گا۔ جناب کیا صدر اسحاق صاحب کے بیٹے صدر اسحاق کی سزا کھائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا چوہدری شجاعت

صاحب آپ کے بڑے بھائی ظہور الہیٰ کی سزا کھائیں گے۔ بات یہ نہیں ہے۔ بات in principle یہ ہے کہ میں نے ایک دن بھی جام حکومت کو یا موجودہ آئی جے آئی حکومت کو criticise نہ کیا ہو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن میری اب درخواست یہ ہے کہ وزیر صاحب کو wind up کر لینے دیں اور آپ اطمینان سے سن لیں اور پھر بعد میں یہ مسئلے طے ہوں گے۔

چوہدری شجاعت حسین: اسی طرح جناب عالی ہمارے منسٹر جناب غوث علی شاہ صاحب کے متعلق بھی انہوں نے باتیں کی ہیں اور یہ کہا ہے کہ ایم کیو ایم غوث علی شاہ صاحب کی پیداوار ہے اور انہوں نے پیدا کی۔ جناب والا! ہر جماعت، ہر گروپ، ہر چیز جو ہے وہاں پر اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک یہ کہنا کہ انہوں نے کی تخریب کاری کے لئے ایم کیو ایم بنائی تھی تو پھر اس کی مثال میں یہ دوں گا کہ جب یہ وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت اس کے سربراہ جو الطاف حسین صاحب تھے اس کو دو دفعہ ان کے دور حکومت میں ہی قید کیا گیا۔ تو اس طرح کے الزامات اگر لگانا شروع کر دیں تو پھر تو بہت سے الزامات لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ واحد وزیر اعلیٰ تھے جنہوں نے تین سال تک وہاں پر حکومت کی۔ ورنہ تو وہاں پر جتنے بھی وزیر اعلیٰ تھے کسی نے سال کسی نے دو سال تک کی اور ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

یہ اس طرح کے جو torture cell کی بات کر رہے ہیں اس سے بھی بھیانک قسم کی جناب والا! اس وقت وہاں پر ایک سازش تھی اور ایک گروہ تھا اور ایک گروپ تھا اور سہراب گوٹھ کے نام سے جو ایکشن انہوں نے کیا۔ میں یہ کہوں گا کہ جو آج ہم ایکشن لے رہے ہیں، اس وقت اتنا بڑا جو انہوں نے ایکشن لیا تھا اس سے کہیں بھی یہ کم نہیں جتنا بڑا ایکشن انہوں نے اس وقت لیا تھا۔ وہ بھی اسی طریقے سے جو کارروائی ہو رہی تھی، وہاں پر اسلحے کے بم بن رہے تھے۔ وہاں پر torture cell بن رہے تھے، وہاں پر narcotics کا کام ہو رہا

تھا۔انہوں نے اس وقت سب کی مخالفت کے باوجود اس وقت سہراب گوٹھ.....

جناب چیئرمین: دیکھیں جی کسی کی speech کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ یہ بعد میں مسئلے سن لیں گے۔اس کو تقریر ختم کرنے دیں۔

چوہدری شجاعت حسین: اسی طرح کچھ چیزوں کی طرف حوالہ دیا گیا ہے اور خاص طور پر جام شورو کے متعلق یہ سوال کیا گیا ہے کہ اس کے متعلق آپ ضرور کہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ غلطی اگر جو ہو اس کو تسلیم کر لینا بھی اتنی ہی دلیری ہوتی ہے جتنی کہ کوئی ایکشن لینے سے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک ایسا قدم تھا جو کہ ایک individual act تھا۔ فوج کا قطعاً اس میں کوئی act نہیں تھا یا کسی ایجنسی کا کوئی act نہیں تھا۔ یہ ایک individual act تھا اور اس سلسلے میں جس وقت اس کی نشاندہی کی گئی تو جس طریقے سے انہوں نے ایکشن لیا جناب والا! اس کی مثال بھی نہیں ملتی۔ آپ کے سامنے ہے انہوں نے فوری طور پر اپنے کمانڈروں کو بھی چینج کر دیا اور جو میجر اس میں involve تھا اس کے لئے انہوں نے کورٹ مارشل کے بھی آرڈر کر دیئے۔

[At this stage the Chair was occupied by Mr. Presiding Officer]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جاری رکھیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! میں اور تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جتنی بھی دوستوں نے، بزرگوں نے، بھائیوں نے تقریریں کیں، جنہوں نے اس طرف نشاندہی کی ہے تو یہ علاقائی اور لسانی قسم کے وہاں پر کام ہو رہے ہیں اور جس طریقے سے تنظیمیں کام کر رہی ہیں یہ صرف وہاں ہی نہیں یا باقی ملک کے جتنے حصوں میں بھی جہاں پر ہو رہی ہیں حکومت ان چیزوں کا بھی سختی سے نوٹس لے رہی ہے۔ اس چیز کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ ایک ایکشن پلان بنایا گیا ہے۔ بعض ہمارے ممبران کی طرف سے اس چیز کی طرف نشاندہی کی گئی کہ اگر چھ ماہ کے بعد فوج واپس چلی گئی

تو پھر وہاں پر کیا ہو گا۔ اور یہ کہا گیا کہ ڈاکو اس وقت دوسرے صوبوں میں جا چکے ہیں، روپوش ہو چکے ہیں، اسلحہ زمین کے اندر جا چکا ہے وہ اسلحہ زمین سے باہر آ جائے گا، ڈاکو واپس آ جائیں گے۔

جناب والا! یہ چیزیں حکومت کے نوٹس میں بھی ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر اعظم نے ایک حکم کر رکھا ہے کہ ایکشن پلان کے ساتھ ساتھ ہی ایک پورے طریقے سے جامع قسم کی پالیسی بنائی جائے جس میں وہاں کے فوجی اپریشن کے ساتھ ساتھ جو خدشات ہیں وہاں پر انتظامی امور کے متعلق، معاشی امور کے متعلق، ان کے متعلق ایک جامع قسم کی پالیسی بنائی جائے تاکہ جس وقت واپس جائے وہ جو خلا ہے اس کو پر کرنے کے لئے تمام انتظامی امور کئے جا سکیں میں جناب والا! اس سلسلے میں زیادہ کہنے کی بجائے ان چیزوں کو اگر دہرانا شروع کروں جو اخبارات میں آ چکی ہیں، میرے پاس ریکارڈ تو موجود ہے لیکن شاید آپ بھی یہ کہیں اور ہاؤس بھی یہ کہے کہ یہ وقت کا ضیاع ہے۔ میں ان چیزوں میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن میں یہ ضرور آخر میں کہنا چاہوں گا کہ ایک تو سپیشل کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس کے اوپر حکومت کی طرف سے میں کہوں گا کہ اس کو دوبارہ اس حساب سے دیکھا جائے کیونکہ اس کی پوزیشن بدل چکی ہے۔ اس کے اب نئے چیئرمین آ چکے ہیں۔ وہ چیئرمین اس کو دوبارہ دیکھیں اور حکومت کے ساتھ مل بیٹھ کے اس رپورٹ کے اوپر عملدرآمد کرانے کے لئے ہم راضی ہیں کہ اس کے اوپر عمل کیا جائے ان الفاظ کے ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ سینیٹ میں جس طریقے سے بحث ہوئی میں خوشی کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے معزز سینیٹر حضرات نے حکومت کی جس طریقے سے رہنمائی فرمائی ہم ان کے بڑے مشکور ہیں۔ انہوں نے سارے ہاؤس کی اور حکومت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ ہر چیز جناب والا! نوٹ کی گئی ہے اور ایک ایک سنیٹر کے جو الفاظ تھے وہ نوٹ کئے گئے ہیں۔ اور ایک ایک کے الفاظ بہت قیمتی تھے اور انشاء اللہ ان کی رہنمائی میں ہم، پورے طریقے سے جو ایکشن ہو رہا ہے یہ نیک نیتی سے ہو رہا ہے اس میں قطعاً کسی قسم کی کوئی کسی کے ذہن میں کوئی چیز ہو تو یہ نہیں۔ بالکل even handed یہ ایکشن ہو رہا ہے اور یہ ملک کے مفاد کی خاطر ہو رہا ہے۔

میں جناب والا! آخر میں یہ کہوں گا اگر اس کے اوپر یہ بار بار سوچا جاتا جیسا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ آپ اس کے اوپر بار بار سوچیں کیونکہ اس میں خدشات بھی ہیں۔ خدشات کا اظہار ہم پر بھی کیا گیا اور حکومت پر بھی کیا گیا کہ صوبائی حکومت بھی ٹوٹ سکتی ہے، وفاقی حکومت بھی ٹوٹ سکتی ہے اور دوسری چیزیں بھی جا سکتی ہیں۔ لیکن وزیر اعظم نے جب یہ فیصلہ کیا تو تمام چیزوں کو پرے رکھ کر انہوں نے صرف اور صرف قومی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ یہ ایکٹ ملکی مفاد کے اندر ہے اور اس ایکشن کو ہونا چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ حسین احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب! چوہدری صاحب نے جو فرمایا ہے بجا ہے۔ لیکن وہ اتنی زحمت فرمائیں، چونکہ مجھے تقریر کا بھی موقع نہیں ملا، اگر یہ جو کچھ چھپ رہا عقوبت خانوں اور ٹارچر سیلز کے بارے میں جو کچھ چھپ رہا ہے اخبارات میں وہ حقیقت پر مبنی ہے تو چوہدری صاحب جو وزارت داخلہ کے منسٹر ہیں میں بصد احترام ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کچھ آج کے دن کا نہیں ہوا ہے تو اس وقت آپ کی وزارت داخلہ، آپ کی ایجنسز، آپ کی ایف آئی اے آپ کی سپیشل برانچ کیا کرتی رہی ہے۔ اگر انہوں نے مجرمانہ غفلت برتی ہے تو کم از کم انہیں کیا سزا دیں گے۔ اگر اخلاقی جرأت ہے تو کم از کم آپ استعفیٰ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اعجاز علی جتوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! وزیر صاحب یہاں موجود ہیں وہ پوائنٹس لیتے جائیں اور جواب دے دیں۔ جناب والا! چھ دن کی بحث اس ہاؤس میں ہوئی ہے۔ اور ہم بڑا تفصیلی جواب expect کر رہے تھے کہ Minister of Interior کی طرف سے بڑی تفصیل سے اسٹیٹمنٹ آئے گی اور سارے aspects اور سارے جو reservations تھے وہ سارے cover کریں گے۔ میں نے دوبارہ ان کو remind کروایا کہ جناب دیکھیں بات یہ ہے کہ

ایک طرف تو یہ ہے کہ یہ کہا جارہا ہے کہ جب اپریشن، اپریشن کے خلاف میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کی treasury benches سے یا گورنمنٹ کی طرف سے ایک confusion create کیا جارہا ہے۔ کیونکہ اس چیف منسٹر کی درخواست پر، ہم پھر repeat کرتے ہیں کہ اس نے کون سے powers surrender کئے ہیں۔ constitutional یہ پوائنٹ ہے کہ کون سے executive powers surrender کئے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کو کہ آپ carry out کریں ان میری powers کو میں surrender کرتا ہوں۔ نمبر دو ہم نے یہ کہا تھا کہ پھر اتنی بڑی چیزیں جو ہمارے سامنے آئی ہیں جو ٹارچر سیلز اور اتنی ساری چیزیں جو آئی ہیں لوگ مارے گئے ہیں آپ یہاں پر جو لوگوں کی زندگیاں جو بچے جن کے بچھڑ گئے جس طرح سے وہاں پر قتل و غارت گری کی گئی ہے اس کی کون ذمہ داری لیتا ہے اور جو ایجنسی یا جو گورنمنٹ اس کی ذمہ داری لیتی ہے تو کیا کوئی democratic norms ہیں جس کے تحت اگر کہیں اتنا بڑا سانحہ ہوتا ہے تو وہاں پر باقاعدہ کوئی ایجنسی اس کی responsibility قبول کرتے ہوئے step down فیڈرل گورنمنٹ قبول کرتی ہے کیوں کہ وہ allies تھے اور آج ایم کیو ایم کی کیا پوزیشن ہے کہ وہاں پر سندھ اسمبلی کے سپیکر موجود نہیں سندھ حکومت کی کیا پوزیشن ہے اور ایم کیو ایم کی کیا پوزیشن ہے آج اس حکومت کے کیا ally ہیں، یا نہیں ہیں کیا وہ Assemblies میں ہیں یا نہیں ہیں کیا وہ Ministries میں ہیں یا نہیں ہیں اگر یہ allies ہیں تو پھر یہ responsibility accept کرتے ہوئے Prime Minister, President اور باقی جو involve لوگ ہیں making of MQM میں اور ان torture cells کی knowingly دفاع کرتے ہوئے تو کیا آپ responsibility قبول کرتے ہوئے step down ہوں گے اور کوئی democratic norm نہیں ہیں تو کیا ہم یہاں ممبرز سینیٹ کو میں اپیل کرتا ہوں جو سندھ سے وابستہ ہیں۔

چوہدری عبدالغفور: پوائنٹ آف آرڈر۔

اعجاز علی خان جتوئی: جناب بات یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ پھر وزیراعظم اور صدر اور

باقی جو ملوث لوگ ہیں ان کے اوپر مقدمات دائر کرنے کے لئے کورٹس میں رجوع کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اپنی تقریر کر چکے تھے اب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر اتنا فرمارہے ہیں، چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور: جناب والا! اس بارے میں میری request پہلے سے موجود ہے کہ میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ کچھ حقائق جو ہیں وزیر داخلہ صاحب نے کہے ہیں مجھے اجازت دیجئیے کہ میرا بھی اس میں حصہ ہے کہ میں اس کو wind up کروں کیوں کہ so many legal questions were raised اور اس بارے میں واقعاتی طور پر بھی کچھ چیزیں ہیں جن کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اجازت ہے۔

چوہدری عبدالغفور: جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست ضرور کروں گا کہ ہم نے اپوزیشن کی طرف سے اپنے دوستوں کی طرف سے جس نے بھی جتنی دیر چاہا ۶ دن ۷ اس پر مکمل تقاریر کے لئے دیئے گئے کبھی ایک دفعہ بھی ہم نے ان کی تقریر میں interrupt نہیں کیا بڑے حوصلے سے بڑی بردباری سے ہم نے ہر چیز سنی اب حالت یہ ہے کہ بات کا جواب دینے کی اجازت نہیں دی جا رہی میں اجازت چاہوں گا کہ یہ interruption کو بند کیا جائے اور ہمیں اس کو wind up کرنے کی مکمل طور پر اجازت دی جائے۔

تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ Sindh situation یا سندھ کا مسئلہ جو ہے نہ تو یہ موجودہ حکومت کے دور کا مسئلہ ہے یہ موجودہ حکومت کو میاں نواز شریف کی حکومت کو ورثے میں ملا اور اس سے پہلے کیا کچھ ہوتا رہا کیا کچھ نہیں ہوتا رہا اس بارے میں میرے فاضل دوست سب کچھ جانتے ہیں ہماری حکومت کی تو یہ ایک پالیسی تھی اور جمہوریت کا تقاضا تھا کہ ہم نے سندھ میں کوئی بھی ایکشن لینے سے پہلے جب اس کا ارادہ کیا

اور فیصلہ کیا گیا تو آوازیں اٹھیں کہ اس کو اسمبلی میں لایا جائے اپوزیشن نے نیشنل اسمبلی میں کہا کہ جناب پہلے ہمیں brief کیا جائے اور تمام آراء آنے کے بعد.....

(مداخلت)

چوہدری عبدالغفور: میں کہتا ہوں ایک دو تین اگر آپ کو دس، ۱۵، ۲۰ آدمیوں کی ضرورت ہے we can give reply. Sir, so many legal issues have been raised, I have to clarify. یہ میرا کام ہے یہ میرے ذمے ہے یہ میرے ذمے ہے کہ میں اس کو wind up کروں اس لئے کہ legal issues کا بار بار تقاضا کیا جا رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ حضرات تشریف رکھیئے۔

چوہدری عبدالغفور: یہ میرا فرض ہے.....

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

چوہدری عبدالغفور: ۶ دن تقاریر ہوئیں آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں موقع نہ دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سمجھتا ہوں چوہدری صاحب کہ جس صورت میں وزیر داخلہ صاحب نے wind up کر دیا تو میرے خیال میں مزید گنجائش نہیں رہی۔

چوہدری عبدالغفور: جی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ہے۔

چوہدری عبدالغفور: جناب والا! ہے۔

(مداخلت)

جناب اعجاز علی خان جتوئی: یہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

Chaudhry Abdul Ghafoor : No, I am not on a point of order. I have right to reply.

(مداخلت)

Chaudhry Abdul Ghafoor : Let me explain my position on point of order. Mr. Chairman, Sir, I am on a point of order.

(مداخلت)

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, let me explain my position on point of order.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جس وقت چوہدری صاحب کی تقریر ہو رہی تھی تو آپ صاحبان نے پوائنٹس آف آرڈر کئے تھے اس وقت چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ آپ بعد میں بات کہنا تو یقیناً کہیئے مگر اس کا میرے خیال میں winding up تو ہو چکا ہے۔

چوہدری عبدالغفور: نہیں جناب، نہیں، نہیں۔

حافظ حسین احمد: wind up ہو چکا ہے اگر یہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو آپ بتائیں۔

چوہدری عبدالغفور: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔

Under the rules I have the right to make a statement on the floor of the House. I have the right to make a statement and a Minister can do it at any time. It is the privilege of the Minister to give a statement in the House at any time.

Mr. Presiding Officer: The Minister has given the statement.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, I am equally the Minister.

Mr. Presiding Officer : There are so many other Ministers if one is allowed to speak then everybody will say that I will speak. In this way you are setting a bad precedent now.

Chaudhry Abdul Ghafoor : No, Sir, I have the right to reply the legal issues raised in this House.

Mr. Presiding Officer : But the reply was made by the Interior Minister. the debate stands concluded.

(Interruption)

Chaudhry Abdul Ghafoor : Please enquire it from the Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چوہدری صاحب تشریف رکھیئے، جس صورت میں winding up ہو چکی ہے اور اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ اگر کوئی ایک آدھ سوال رہ گیا ہے تو بعد میں آپ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوچھ لینا مگر explanation کے بارے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جب سلسلہ wind up ہو چکا اس کے بعد اگر کوئی سوال تھا جس کی اجازت دی جا چکی تھی وہ تو کیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ You can not make a speech, so this is myruling.

سید اقبال حیدر: جناب والا! آپ نے بجا فرمایا اور آپ کی صحیح ruling ہے اب چوہدری صاحب وزیر داخلہ نے debates conclude کر دی ہے جب انہوں نے حکومت کی بنیاد پر بیان دے دیا ہے تو یہ debate conclude ہو گئی ہے اور اب ہمارے ان سے کچھ questions ہیں Interior Minister سے انہوں نے جو بیان دیا ہے وہ ناکافی ہے مبہم ہے اور اس میں کچھ غلط حقائق بھی ہیں جن کا حقائق سے تعلق نہیں ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! مجھے تین گھنٹے دیئے جائیں یہ debate wind up کرنے کے لئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چوہدری صاحب wind up تو ہو چکی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: میں یہ کہوں گا کہ فلاں علاقے سے پیپلز پارٹی کا فلاں آدمی پکڑا گیا فلاں آدمی فلاں پکڑا گیا۔

سید اقبال حیدر: آپ اپنے Minister کے نام بھی بتائیں جو پتھاریدار ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: میں یہ کہوں گا فلاں تھا پتھاریدار ولدیت فلاں ایڈرس فلاں اور اتنا اسلحہ پکڑا گیا۔

(مداخلت)

چوہدری شجاعت حسین: جسے میں نے پہلے کہا ہے کہ وقت ضائع کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو تین گھنٹے دیں میں ساری چیزیں ان کو بتاتا ہوں۔

سید اقبال حیدر: آپ سب کے نام دیں۔ ہم آپ سے خوف زدہ نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں no corss talk please

سید اقبال حیدر: ۱۶ اگست ۱۹۹۰ء سے مسلسل موجودہ حکومت جو الزام لگا رہی ہے کہ پیپلز پارٹی کے لوگ اس میں ملوث ہیں۔ ۱۶ اگست سے یہ مسلسل گرفتاریاں کر رہے ہیں جتنا مرضی آپ انتقامی کارروائیاں کر لو۔ ہمیں اپنے قانون پسند اور بے گناہ ہونے پر ناز ہے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہم آپ کو الزام دیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین: پیپلز پارٹی کی ذیلی تنظیم الذوالفقار کے اوپر کل آپ ٹائم تین گھنٹے رکھ لیں۔

سید اقبال حیدر: آپ کی cabinet کے اندر ڈاکوؤں کے سرپرست بیٹھے ہوئے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: کل میں ریکارڈ کے ساتھ یہاں پر آجاؤں گا اس کے بعد ان کو موقع دیں۔

Mr. Presiding Officer : Please Iqbal Haider Sahib please no cross talk. The ruling has been given and it has been wind up, therefore, I feel that no question should be put now. Secondly, the House is adjourned for tomorrow at ten of the clock.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, July 2, 1992].